۸۱ کتبخانہ جناب میر محمد اسحاق صاحب
معرفت - دارالانوار
قادیان
Qadian

ہُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق
قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی ...

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۳۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۸ء

حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۂ حجرات کی آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا:-

انبیاء کی بعثت کی غرض

دنیا سے اختلافات کو مٹانا اور صحیح عقائد لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ دنیا کبھی افراط کی طرف چلی جاتی ہے۔ اور کبھی تفریط کی طرف۔ کبھی بغض ان کی گمراہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور کبھی حد سے زیادہ محبت خواہ وہ خدا تعالےٰ کے نبیوں سے ہی ہو۔ ان کی گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ خدا تعالےٰ سے بھی حد سے زیادہ غلط محبت انسان کی گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے مثلاً چکڑالوی فرقہ کے لوگ ہیں۔ یہ بظاہر خدا تعالےٰ سے حد سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے بعد کسی نبی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ ہم سے اپنی باتیں منوائے۔ وہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک آدمی تھے۔ ان کی باتیں اگر ہم نہ مانیں۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ اس طرح وہ ساری حدیثوں کو رد کر دیتے۔ اور کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اگر اس طرح نماز پڑھی ہے۔ تو غلط پڑھی۔ قرآن کریم میں اس طرح نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

اب بظاہر اس عقیدہ کی تہہ میں اللہ تعالےٰ کی محبت کام کرتی نظر آتی ہے۔ لیکن دراصل یہ اللہ تعالےٰ کی حقیقی محبت نہیں۔ بلکہ غلط محبت ہے۔ اور اسکی وجہ سے کئی انسان ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلط محبت

اختیار کی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت ہے۔ اب بظاہر اس عقیدہ کا منبع اور مبدأ محبتِ رسول ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی انہوں نے یہ قرار دے دیا۔ کہ اب کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس کا کیسا خطرناک نتیجہ نکلا۔ کہ تیرہ سو سال گذرنے کے بعد جب اللہ تعالےٰ کی مشیت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے اپنا ایک نبی بھیجے۔ اور اس نے بنی نوع انسان کی حالت پر رحم فرماتے ہوئے اپنا نبی بھیج دیا۔ تو لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ محض اس عقیدہ کی وجہ سے اسے قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔ حالانکہ بظاہر یہ عقیدہ محبتِ رسول کی وجہ سے اختیار کیا گیا تھا۔ لیکن اگر وہ غلط محبت اختیار نہ کرتے۔ تو انہیں وقت پر ٹھوکر نہ لگتی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مریدوں نے ان سے غلط محبت کی۔ اور وہ ٹھوکر کھا کر کہیں کے کہیں چلے گئے۔ انہوں نے بھی یہ کہہ دیا۔ کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ دوسری طرف انہوں نے یہ غلط رویہ اختیار کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو ساری عمر یہ کہتے رہے۔ کہ مجھے نیک مت کہو۔

نیک ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے

میں آدم کا بیٹا ہوں۔ اور میں ویسا ہی بشر ہوں۔ جیسے تم۔ مگر باوجود ان کے یہ بار بار کہنے کے ان کی جماعت نے کہہ دیا۔ کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں۔ غلط کہتے ہیں۔ اصل میں یہ آدم کے بیٹے نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے بیٹے ہیں۔ تو صحیح رویہ یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ جو بات جس رنگ میں ہو۔ انسان اسے اسی رنگ میں ہی رکھے۔ اور حد سے آگے نہ بڑھائے۔

غرض یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب کبھی غلط محبت پیدا ہوگی۔ اس کے متعلق غلط اصول قرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیدیئے جائیں گے۔ اور وہ غلط اصول دنیا کو کوئی فائدہ تو نہیں پہنچائیں گے۔ البتہ یہ ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی وقت خطرناک نقصان پہنچا دیں۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جب تک خدا تعالیٰ کا کوئی سچا نبی نہیں آیا تھا۔ اس عقیدہ نے کہ آپ کے بعد کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ دنیا کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچایا۔ جو جھوٹے نبی آئے۔ ان کے رد کرنے کے تو اور سامان قرآن و حدیث میں موجود ہی تھے۔ مگر باوجود حضرت عائشہ رضؓ اور دوسرے مجتہد صحابہ کے روکنے کے جب لوگ اس بارہ میں غلط عقیدہ پر مصر رہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ اب جو شخص بھی دعوئے نبوت کرے گا۔ وہ دجال اور کذاب ہوگا۔ اور اس کا یہ نقصان ہؤا۔ کہ جب خدا تعالےٰ کا ایک نبی آیا۔ تو ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ اس غلط عقیدہ کی وجہ سے اس کو قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔

اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غلط محبت اختیار نہ کی جاتی۔ اگر غلط اصول لوگوں کے دلوں میں قائم نہ کر دیئے جاتے۔ تو یقیناً وہ ہدایت پا جاتے۔ مگر چونکہ ان کے کانوں میں کذابون دجالون۔ کذابون دجالون کے الفاظ گونج رہے تھے۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ کا ایک نبی آیا۔ تو انہوں نے اسے رد کر دیا۔ اور اس طرح وہ خود کذاب اور دجال بن گئے اور بجائے اس کے کہ

کذابون دجّالون کے الفاظ

انہیں کسی کاذب مدعیٔ نبوت پر ایمان لانے سے بچاتے۔ یہی الفاظ ان کے لئے ایک سچے مدعی کو کاذب اور دجال قرار دینے کے محرک ہو گئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ الفاظ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہی فرمائے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور بھی تو الفاظ ہیں۔ ان سب کو اکٹھا اپنے سامنے رکھ کر موازنہ کرنا چاہیئے تھا۔ اور دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام احادیث سے بحیثیت مجموعی کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ مگر انہوں نے ایک حدیث کو لے لیا۔ اور اس پر اتنا زور دینا شروع کر دیا۔ کہ وہ لاکھوں کی گمراہی کا موجب ہو گئے۔

حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کو تم اس کے مقام پر رکھو۔ پس مومن کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ غلو نہ کرے۔ کیونکہ جب کبھی کسی بات میں غلو کیا جائے گا۔ اس کا آخری نتیجہ خرابی اور گمراہی ہوگا۔

اصل سچّائی

وہی ہوتی ہے۔ جو خدا اور اس کا رسول بتاتا ہے۔ اور کسی کا یہ ہرگز کوئی حق نہیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے ایک رسول کے فیصلہ کے خلاف کوئی بات کہے۔ یا ایک بات کو جس حد تک اس نے محدود قرار دیا ہے۔ اس کو اس حد سے آگے نکال دے۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد چھبیس یا تیس دجال ہوں گے۔ آپ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد قیامت تک جو بھی

نبوت کا دعویٰ

کرے گا۔ وہ دجال ہوگا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ یہ ہے۔ کہ میرے بعد جھوٹے نبی بھی ہونگے بعض حدیثوں میں آپ نے چھبیس کی تعداد بتائی۔ اور بعض میں تیس کی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دجال اور کذاب ہوں گے۔ پس ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو شخص بھی جھوٹا دعوئے نبوت کرے گا۔ وہ کذاب اور دجال ہوگا۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اب کوئی سچا نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی سچے نبی کے آنے کی نفی نہیں فرمائی۔ بلکہ بعض جھوٹے مدعیانِ نبوت کے پیدا ہونے کی اس میں خبر دی ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک حد مقرر کر دی۔ اور فرمایا۔ کہ میرے بعد بعض جھوٹے نبی بھی پیدا ہوں گے۔ بعض احادیث میں ۲۶ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ اور بعض میں آتا ہے۔ کہ تیس جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے۔ مگر بہر حال آپ نے فرمایا۔ کہ وہ جھوٹے مدعی ہوں گے۔ اور کذّاب اور دجال ہوں گے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جو شخص جھوٹا دعوئے نبوت کرے گا۔ وہ ضرور کذاب اور دجال ہوگا۔ تو ہم اس کا انکار تو نہیں کرتے۔ ہم تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ

جھوٹا دعوئے نبوت کرنے والا کذّاب ہوتا ہے

کیونکہ وہ ایک ایسا دعوےٰ کرتا ہے۔ جس کی خدا تعالےٰ نے اسے اجازت نہیں دی۔ پس وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور جو شخص جھوٹ بولتا ہو۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو امت محمدیہ میں سے ہی نہیں۔ اور پھر وہ خدا تعالیٰ پر افترا بھی کرتا ہے۔ وہ اگر کذاب اور دجال نہیں۔ تو کذاب اور دجال اور کون ہوگا۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے۔ کہ من اظلم ممن افترىٰ على الله كذبًا۔ کہ اس شخص سے زیادہ ظالم اور کوئی نہیں۔ جو

خدا تعالےٰ پر افتراء

کرے۔ پس جو شخص دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے الہام ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے کوئی الہام نہیں ہوتا۔ اور دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ خدا نے اسے نہیں کہا۔ کہ تو نبی ہے۔ وہ مسلمان کیا وہ تو ایک ہندو سے بھی بدتر ہے۔ ایک عیسائی سے بھی بدتر ہے۔ ایک یہودی سے بھی بدتر ہے۔ بلکہ ایک دہریہ سے بھی بدتر ہے وہ امت محمدیہ میں کہاں ہو سکتا ہے۔ تو امت محمدیہ سے خارج ہو کر دعوئے نبوت کرنیوالے ضرور کذابون دجالون ہوں گے۔ مگر اس سے یہ کہاں سے نکلا۔ کہ کوئی سچا مدعی بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر تمہیں کوئی سچا مدعی ملے۔ تو اسے بھی کذاب اور دجال قرار دے دو۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ یہ نقص اسی لئے پیدا ہؤا۔ کہ مسلمانوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ بات اس حد کے اندر نہ رکھی۔ جس حد کے اندر رکھنی چاہیئے تھی۔ اگر مسلمان اس کو اسکی حد کے اندر رکھتے۔ اور سمجھتے۔ کہ اس میں محض جھوٹے مدعیانِ نبوت کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ کسی ایسے مدعی کے آنے کے راستہ کو مسدود قرار نہیں دیا گیا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے۔ تو کبھی وہ فتنہ پیدا نہ ہوتا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر پیدا ہؤا۔ اور جس کی وجہ سے لاکھوں مسلمان خدا تعالےٰ کے ایک نبی کو قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔

یہی غلطی ہمیشہ

ٹھوکر کا موجب

ہؤا کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے خلفاء اربعہ کے زمانہ میں یہ دستور تھا۔ کہ مسائل کے متعلق جب آپس میں گفتگو ہوتی۔ تو وہ صحابہ رضؓ کی رائے معلوم کیا کرتے۔ کہ انہوں نے اس بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا سنا ہؤا ہے۔ تا خالی رائے اور

عقلی قیاسات

پر لوگ نہ جائیں۔ بلکہ اسی بلے تجربہ پر جائیں۔ جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پھر جب بہت سے صحابہ رضؓ کی رائیں مل جاتیں۔ اور وہ متفقہ طور پر یا ان کی اکثریت یہ بتاتی۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فلاں مسئلہ اس طرح سنا ہؤا ہے۔ تو اس پر متحد ہو جاتے اور ان کے آپس کے اختلافات سب دور ہو جاتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس میں بھی بعض دفعہ غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ مگر جب مختلف روایات جمع ہو جائیں۔ تو فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور انسان دیکھ سکتا ہے۔ کہ اکثر روایات کا اتحاد کس بات پر ہے۔ ورنہ ایک آدمی بعض دفعہ سمجھنے میں غلطی بھی کر جاتا ہے۔ بیسیوں مثالیں تاریخ میں ایسی ملتی ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں صحابہ رضؓ جمع ہوتے۔

زیر بحث مسائل پر تبادلۂ خیالات

کرتے اور بتاتے۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس بارہ میں کیا سنا ہؤا ہے ان روایات پر جو مختلف ہوتیں۔ وہ تنقید کرتے اور اس تبادلۂ خیالات کے نتیجہ میں آخر صحابہ رضؓ کی اکثریت تسلیم کر لیتی۔ کہ فلاں بات صحیح ہے۔ اور دوسرے کو غلطی لگی ہے۔ یا بعض دفعہ وہ مختلف روایات سنکر یہ کہتے۔ کہ روایتیں تو دونوں درست ہیں۔ مگر پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوں کہا۔ اور بعد میں آپ نے یوں فرمایا۔ تو صحابہ رضؓ کی موجودگی میں اگر صحابہ رضؓ کی گواہیوں پر مسائل مختلفہ کے تصفیہ کی بنیاد نہ اٹھائی جائے۔ تو انبیاء کی صحبت میں ان کے ایک لمبا عرصہ رہنے کی کوئی غرض ہی نہیں رہتی۔ پھر تو چاہیئے تھا۔ ایک لکھی لکھائی کتاب آسمان سے لوگوں کے لئے نازل ہو جاتی۔ نہ کوئی نبی آتا۔ نہ اس کا کوئی صحابی بنتا۔ مگر جب ایک نبی آتا ہے۔ اس کے زمانہ میں لوگ اس پر ایمان لاتے۔ اسکی صحبت میں اپنی عمروں کا ایک لمبا عرصہ گذارتے۔ اسکی باتیں سنتے۔ اور اس کے فیوض سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ وہ آئندہ زمانہ میں

لوگوں کی صحیح راہ نمائی

کر سکیں اور بتا سکیں۔ کہ وہ نبی جس کی صحبت میں وہ رہے۔ اس کا فلاں مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ تھا۔ اس طریق پر جب کوئی نتیجہ نکالا جائے گا۔ تو وہ بہت زیادہ سلجھا ہؤا ہوگا۔ اگر تو کسی مسئلہ کے متعلق صحابہ رضؓ کا اتفاق ہوگا۔ تو وہ تو بہر حال صحیح ہوگا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اجماع امت کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان کا کسی بات پر اتفاق نہیں ہوگا۔ تو بھی ان کی روایات سنکر لوگوں کے لئے اصل بات کا سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کے صرف الفاظ نہیں ہوں گے۔ بلکہ اپنا ایک تاثر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہوگا۔ اور

تاثر بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہم بعض الفاظ سنتے ہیں۔ اور ان سے ہمیں غلطی لگ جاتی ہے مگر ہماری طبیعت پر جو مجموعی اثر نبی کی صحبت کا ہوتا ہے۔ وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تاثر سنت کا رنگ رکھتا ہے۔ اور سنت حدیث پر غالب ہے۔

مجھے اس مضمون کے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ آج کے الفضل میں ایک ایسا مضمون شائع ہوا ہے۔ جو قطعی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف اور آپ کی تحریرات کے یقیناً مخالف ہے۔ اور ہم لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضؓ ہیں۔ ہم جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں اپنے کانوں سے سُنی ہیں۔ اور ہم جو ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ ہمارے علم بلکہ

متواتر علم کے خلاف

ہے۔ اور اسی قسم کی باتیں ہیں۔ جو آئندہ زمانوں میں خطرناک فتن پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہیں۔ مثلاً دیکھ لو۔ ہم مسئلہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ اب بالکل ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مشیت آئندہ بھی دنیا میں کوئی ایسا نبی بھیجے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی ہو۔ جب ایسا ممکن ہے۔ تو جو معیار نبوت پہلے انبیاء کے لئے اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمایا ہے وہی اس کے لئے بھی ہوگا۔ کیونکہ معیار کے لحاظ سے تمام انبیاء برابر ہوتے ہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امتی نبی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام امتی نبی نہیں تھے۔ مگر معیار نبوت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تھا۔ اور جن دلائل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ثابت ہو سکتے تھے۔ انہی دلائل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور اگر کسی معیار پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پورے نہیں اتریں گے۔ تو اس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پورے نہیں اتر سکیں گے۔ یہی وہ مسئلہ ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا مجھے

منہاج نبوت پر پرکھو

اگر میں اس منہاج پر سچا ہوں۔ تو مجھے سچا قرار دو۔ اور اگر میں اس منہاج پر پورا نہیں اترتا۔ تو بے شک مجھے جھوٹا قرار دے دو۔ آپ نے یہ نہیں کیا۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوئی بات کرتا۔ تو آپ فرماتے۔ کہ موسےٰؑ تو پہلے نبی تھے۔ میں امتی نبی ہوں۔ یا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی کوئی مثال دیتا۔ تو آپ فرماتے۔ کہ وہ تو پہلے نبی ہوئے ہیں۔ ان کا کیا ذکر کرتے ہو۔ بلکہ آپ نے تسلیم کیا۔ کہ چونکہ وہ نبی تھے۔ اس لئے جو معیار نبوت ان پر چسپان ہوتا ہے۔ وہی مجھ پر بھی چسپاں کرکے دیکھ لو۔ بے شک آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع۔ آپ کی شریعت کی تشریح کرنے والے آپ کے شاگرد۔ اور آپ کے

کامل غلام

ہیں۔ اور ایک قدم بھی آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے طریق سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتے۔ اور نبوت بھی آپ کو براہِ راست نہیں ملی۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ملی۔ مگر نبوت کے منہاج کے لحاظ سے آپ میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں۔ یا آپ میں اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام میں یا آپ میں اور دوسرے انبیاء میں کوئی فرق نہیں۔ اگر ایک بات پہلے کسی نبی کو جھوٹا قرار دیتی ہے۔ تو وہی بات آپ کو بھی جھوٹا قرار دے گی۔ اور اگر ایک بات پہلے کسی نبی کی سچائی کی دلیل قرار پاتی ہے۔ تو وہی بات آپ کی سچائی کی بھی دلیل قرار پائے گی۔ چنانچہ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام وہ دلائل جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے طور پر پیش کئے جاتے تھے۔ اپنے اوپر چسپان کئے ہیں۔ اب اگر آئندہ زمانہ میں بھی کوئی نبی آئے۔ اور ہم اس کے آنے سے پہلے

ایک غلط معیار

قائم کرکے لوگوں کے قلوب میں راسخ کر دیں۔ تو یقیناً ہم ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی ٹھوکر کا موجب بن جائیں گے۔ مثلاً کوئی شخص آج بیان کر دے۔ کہ آئندہ ہندوستان میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور کل ہندوستان میں کوئی نبی آجائے۔ تو یقیناً اس نبی کے جتنے منکر ہونگے۔ ان تمام کا بارِ گناہ اس شخص پر ہوگا۔ جس نے یہ کہا تھا۔ کہ آئندہ ہندوستان میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اس نے ایک ایسی علامت بیان کر دی تھی۔ جو صحیح نہیں تھی۔ اور جس سے لوگوں کو غلطی لگ گئی۔ پس اس وجہ سے آئندہ جو بھی ٹھوکر کھائے گا۔ اسکی ذمہ واری اس پر عائد ہوگی۔ جس نے ایک غلط بات لوگوں کے سامنے بیان کی ہوگی۔

وہ مضمون جس کے متعلق میں نے اشارہ کیا ہے۔ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔ کہ وہ قتل نہیں کئے گئے۔ یہ

مولوی ابوالعطاء صاحب کا مضمون

ہے۔ اور چونکہ وہ صحابی نہیں ہیں۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ اسلئے ان کی طبیعت پر وہ اثر نہیں ہو سکتا۔ جو ان لوگوں کی طبائع پر اثر ہے۔ جنہوں نے اپنے کانوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سُنیں۔ یقیناً بعد میں آنے والوں کا فرض ہے۔ کہ خواہ وہ سلسلہ کے علماء میں سے ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسے مسائل کے متعلق سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو دیکھیں۔ پھر آپ کے صحابہ سے ملیں۔ اور ان سے دریافت کریں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے اس مسئلہ کے متعلق اپنی طبائع پر کیا اثر رکھتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ وہ کہیں۔ فلاں مسئلہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیونکہ

رائے کے لحاظ سے

ان کی بھی ایک الگ رائے ہو سکتی ہے۔ پس ان کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ صحابہ کی رائے دریافت کریں۔ بلکہ ان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ یہ پوچھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں انہوں نے فلاں مسئلہ کے متعلق کیا بات سُنی ہے۔ اور ان مجالس کے ماتحت انہوں نے کیا اثر قبول کیا ہے۔ اگر بعد میں پیدا ہونے والے لوگ صحابہ سے فائدہ نہیں اٹھائینگے تو ایک ایسی غلط بنیاد قائم ہو جائے گی۔ جو سلسلہ کے لئے آئندہ زمانہ میں

نہایت خطرناک اور تباہ کن نتائج کی حامل

ہوگی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ رضؓ کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ اور میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ جب وہ کوئی ایسی بات دیکھیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف ہو تو وہ اسکی تردید کریں۔ اور اس بات پر زور دیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فلاں بات اس طرح سُنی ہوئی ہے اور اب جو بات اس کے خلاف پیش کی جا رہی ہے۔ وہ غلط ہے۔ بے شک بعض دفعہ کسی ایک

صحابی کی رائے

رد بھی کی جا سکتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ نے کوئی بات کہی۔ تو ایک صحابی کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ یہ بات اس طرح نہیں اس طرح ہے۔ کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسا سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم نے یہ بات آئندہ کسی کے سامنے بیان کی۔ تو میں تجھے کوڑے ماروں گا۔ اگر تو نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے واقعہ میں یہ بات سُنی ہے۔ تو کوئی گواہ لا۔ وہ اس وقت تو خاموش رہے۔ مگر دوسرے موقعہ پر وہ ایک اور صحابی کو بطور گواہ لائے۔ اور انہوں نے بھی یہی بیان کیا۔ کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسا فرماتے سُنا ہے۔ تب آپ نے فرمایا۔ اچھا اب میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ مگر جب تک وہ کوئی گواہ نہیں لا سکا تھا۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا۔ کہ ہم تمہاری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ تمہاری اس بیان کردہ روایت کا کوئی اور گواہ نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کیا اسی وجہ سے صحابہ کو ڈر جانا چاہیئے۔ اور انہیں وہ بات بیان نہیں کرنی چاہیئے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے خود سُنی ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے یقیناً

صحابہ رضؓ کا فرض

ہے۔ کہ جب وہ کوئی ایسی بات سُنیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء اور آپ کی تعلیم کے خلاف ہو۔ تو وہ کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنی روایات بیان کرنا شروع کر دیں۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ اس کے بعد ان پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہو جائے گی۔ اور ان کا یہ حق ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ وہ اپنا خیال پیش کریں۔ بلکہ ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ وہی بات بیان کریں۔ جو انہوں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی ہو۔ اور جس پر انہیں کامل یقین ہو۔

میرے پاس ایک دفعہ ایک دوست آئے اور انہوں نے علیحدہ مجلس میں

قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر

بیان کرنی شروع کر دی۔ اور کہا۔ کہ ان آیات کی یہ تفسیر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی ہے۔ وہ آدھ گھنٹہ تک بیان کرتے رہے۔ کسی موقعہ پر میں نے ان سے کہا۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بات آپ نے اسی طرح سُنی ہے۔ میرا یہ کہنا تھا۔ کہ وہ رونے لگ گئے۔ اور روتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلے گئے۔ یہاں تک کہ پانچ سات منٹ گزر گئے۔ اس کے بعد بڑی مشکل سے وہ کہنے لگے۔ میرا حافظہ خراب ہے۔ اور مَیں عالم نہیں ہوں۔ شاید مجھ سے ان باتوں کے سمجھنے یا بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ اس لئے اب میں آگے آپ کو کوئی بات نہیں سُناتا۔ مبادا مَیں کوئی غلط بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر دوں۔ بات ان کی معقول تھی۔ اور پھر ان کا جو تقویٰ تھا۔ وہ بھی مجھے پسند آیا۔ کہ محض اتنی بات کا کہ کیا فلاں بات آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اسی طرح سُنی ہے۔ ان پر اس قدر اثر ہُوا۔ کہ روتے روتے ان کی

گھگی بندھ گئی

اور انہوں نے مزید تفسیر بیان کرنی بند کر دی۔ اور کہا۔ کہ میرا حافظہ خراب ہے۔ اور علم زیادہ نہیں۔ کہیں مَیں کوئی غلط بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب نہ کر دوں۔ انہوں نے جو باتیں بیان کیں۔ وہ بڑی معقول تھیں۔ اور چونکہ بات لمبی تھی۔ اسلئے ممکن ہے۔ بعض باتیں انہیں بھول بھی گئی ہوں۔ کیونکہ پون گھنٹہ یا گھنٹہ کی تقریر زبانی یاد نہیں رہ سکتی۔ لیکن میری ایک ذرا سی جرح پر وہ اتنے ڈر گئے۔ کہ ان کی گھگی بندھ گئی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ میرے لئے خدا تعالےٰ سے معافی طلب کریں۔ خبر ہے۔ مَیں کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب کر گیا ہوں۔ پھر مَیں نے بہتیرا زور لگایا۔ اور کہا۔ کہ آپ کوئی اور بات بھی سنائیں۔ مگر انہوں نے کہا۔ بات لمبی ہے۔ کیا پتہ ہے۔ مَیں صحیح طور پر اسے یاد نہ رکھ سکا ہوں۔

غرض انہوں نے پھر مجھے کوئی بات نہ سنائی۔ اور اُٹھ کر چلے گئے۔ یہ ان کی احتیاط تھی۔ جو انہوں نے اختیار کی۔ ورنہ اصولی طور پر جس قدر باتیں تھیں۔ وہ بیان کر چکے تھے۔ اور اس میں بعض باتیں واقعہ میں نہایت پُر معارف تھیں۔ اور

قرآن کریم کے نئے نکات

ان میں بیان کئے گئے تھے۔ تو احتیاط ضرور چاہیئے۔ مگر احتیاط کے یہ معنے نہیں۔ کہ یقینی طور پر انسان کو ایک بات معلوم ہو۔ اور پھر وہ چپ کر جائے۔ محض اس لئے کہ وہ پڑھا ہُوا نہیں۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنہوں نے روایتیں بیان کی ہیں۔ وہ کوئی بی۔ اے یا ایم۔ اے تو نہیں تھے یقیناً ابوہریرہ رضؓ کو اتنا علم نہیں تھا۔ جتنا میر مہدی حسین صاحب کو ہے۔ مگر احادیث کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ ابوہریرہ رضؓ کی اتنی روایتیں آتی ہیں۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تو ہماری جماعت میں صحابہ کو یہ غلطی لگی ہوئی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ ہم پڑھے ہوئے نہیں۔ بے شک ہم انہیں قرآن کریم کا درس دینے کے لئے نہیں کہتے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں اگر وہ درس دیں گے۔ تو کئی جگہ غلطی کر جائیں گے ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جتنی بات انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی ہو۔ اسے دھڑلے سے بیان کر دیں اور کسی شخص سے نہ ڈریں۔ اگر کوئی دوسرا صحابی اس کے مقابلہ میں کوئی اور بات بیان کر دے گا۔ تو اس میں ان کا کیا حرج ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے حضور بری الذمہ ہو جائیں گے۔ اور دوسرے لوگ موازنہ کر کے ایک صحیح رائے پر پہنچ سکیں گے۔ حدیثوں میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فلاں بات اس طرح سُنی ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے۔ اب خود ہی سوچو۔ اس میں کسی کی کیا ہتک۔ ہو گئی۔ دونوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اُس نے بھی اور اِس نے بھی۔ بلکہ عقلمند کے نزدیک ان کی عزت بڑھ جائے گی۔ کیونکہ وہ کہے گا۔ انہوں نے دین پر اپنی عزت کو مقدم نہیں سمجھا۔ بلکہ اسے صحیح بنیادوں پر قائم رکھنے کے لئے اپنی

ایک رنگ کی ہتک

کو بھی گوارا کر لیا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ہماری جماعت کے صحابہ کا بھی یہی طریق عمل ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک واضح تعلیم کے خلاف کوئی قدم اُٹھاتا ہے۔ تو ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بتا دیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا سُنا ہُوا ہے۔ تا جماعت کسی غلطی کا شکار نہ ہو جائے۔ اگر وہ ایک متفقہ بات جماعت کے سامنے پیش کریں گے۔ یا ایک ایسی بات پیش کریں گے۔ جس پر ان کی اکثریت متفق ہوگی۔ تو خدا تعالےٰ کے حضور بہت بڑا اجر پائیں گے۔ اور اگر ان میں سے کوئی شخص حافظہ کی کمزوری یا علم کی کمی۔ یا کسی اور نقص کی وجہ سے کوئی بات صحیح طور پر بیان نہیں کریگا۔ اور صحابہ کی اکثریت اسکی بات کو رد کر دیگی تب بھی وہ خدا تعالےٰ سے کہہ سکے گا۔ کہ اے خدا مَیں نے تیرے مسیح سے جس رنگ میں بات سُنی۔ اور جس رنگ میں میرے حافظہ میں محفوظ تھی۔ وہ میں نے لوگوں تک پہنچا دی تھی۔ اور یقیناً ایسی حالت میں اگر وہ غلط بات بھی کہے گا۔ تب بھی اسے ثواب ملے گا۔ کیونکہ خدا کہے گا۔ تم نے میرے

دین کے جھنڈا کو اونچا رکھنے کی کوشش

کی ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی کی ایک امت کو اس کے قریب ترین عہد میں غلط راستہ پڑ جانے دے۔ یقیناً اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کریگا۔ جو صحیح نہیں ہوگی۔ تو خدا تعالےٰ دو اور صحابیوں کو کھڑا کر دیگا۔ جو صحیح بات بیان کر کے اسکی غلطی کو واضح کر دیں گے۔

پھر مجھے "الفضل" پر بھی تعجب آتا ہے۔

"الفضل" سلسلہ کا آرگن ہے

اور "الفضل" کے ایڈیٹر گو عالم نہ ہوں۔ مگر خدا تعالےٰ نے ان کو دماغ دیا ہُوا ہے۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں تھا۔ کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصوص صریحہ پیش ہو جانے کے بعد کسی شخص کا مضمون نہ لیں۔ چاہے وہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ "الفضل" کے ۲۶؍جون کے پرچہ میں نصوص صریحہ کے ساتھ ثابت کی جا چکی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قتل یحییٰ کے قائل تھے۔ مگر ان نصوص کے شائع ہو جانے کے دو ماہ بعد ایڈیٹر اُٹھتا ہے۔ اور ایک اور مضمون شائع کر دیتا ہے۔ جو

صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے خلاف

ہے۔ محض اس لئے کہ وہ مولوی ابوالعطاء صاحب کا ہے۔ جو سلسلہ کے نوجوان علماء میں سے سابقون میں نظر آ رہے ہیں۔ حالانکہ مولوی ابوالعطاء کیا اگر اس مضمون پر مولوی سید سرور شاہ صاحب یا میر محمد اسحاق صاحب یا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا نام بھی لکھا ہُوا ہوتا۔ تو "الفضل" والوں کا فرض تھا۔ کہ وہ کہتے۔ تم سب شاگرد اور تابع ہو اپنے آقا کے۔ جب تمہارا آقا اور مطاع یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔ تو تمہارا کیا حق ہے۔ کہ اس کے خلاف لب کشائی کرو۔

"الفضل" سلسلہ کا اخبار ہے۔ وہ اس لئے جاری نہیں کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کی تردید کی جائے۔ بلکہ اس لئے جاری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اس کے ذریعہ دنیا میں پھیلائی جائے۔ اور گو یہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائے۔ مگر جو شخص اسی بات کی تنخواہ لیتا ہو۔ اسکی تو یہ انتہائی بد دیانتی ہوگی۔ اگر وہ دیدہ و دانستہ ایسا کرے۔ اور سلسلہ کا کارکن ہوتا ہُوا کام وہ کرے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو رد کرنے والا ہو۔ ان کو تو مقرر اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ وہ ان باتوں کو شائع کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی اشاعت کرنے والی ہوں۔ مگر وہ اپنے اخبار میں ان باتوں کو بھی لے آتے ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کی تردید ہوتی ہے۔ مولوی ابوالعطاء الگ رہے۔ اگر مَیں بھی کوئی مضمون بھیجوں۔ اور الفضل والوں کو معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی نص صریح اس کے خلاف ہے۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں سے وہ حوالہ نکال کر مجھے بھیجدیں اور کہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے۔ اور آپ کا مضمون یہ ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ اس حوالہ کو دیکھنے کے بعد بھی اگر میں یہ کہوں کہ مضمون بے شک شائع کر دیا جائے۔ اس حوالہ کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا۔ تو بے شک وہ مضمون شائع کر دیں۔ اس صورت میں وہ خدا تعالےٰ کے سامنے بری ہو جائیں گے۔ اور اسے کہہ سکیں گے۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں سے ایک حوالہ نکال کر انہیں بتا دیا تھا۔ پس اسکی ذمہ واری ہم پر نہیں۔ ان پر ہے۔ ایسی حالت میں اگر اس حوالہ کے معنے کرنے میں مَیں غلطی کرتا ہوں۔ تو مَیں ذمہ دار ہوں گا۔ وہ نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر انہیں میرے مضمون کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نص صریح معلوم ہو۔ اور وہ چپ کر کے بیٹھے رہیں۔ اور مضمون شائع کر دیں۔ تو میں بھی مجرم ہوں گا۔ اور وہ بھی مجرم ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے میری غفلت کو دور نہ کیا۔ اور میرے علم میں وہ بات نہ لائے۔ جو ان کے علم میں تھی۔ آخر یہ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ اسی اخبار میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصوص

چھپتی ہیں۔ ایسی نصوص جو بالکل واضح ہیں۔ اور جن سے علےٰ وجہ البصیرت یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔

لیکن دو مہینہ کا وقفہ دے کر اخبار والے ایک اور مضمون چھاپ دیتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے صریح خلاف ہے۔

اگر یہ طریق ہمارے سلسلہ میں جاری ہو جائے۔ تو وہ فتنے جنہوں نے صدیوں کے بعد پیدا ہونا ہے۔ آج ہی اٹھنے شروع ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتابیں پارہ پارہ ہو کر رہ جائیں۔ اور جیسے یہود کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تجعلونہ قراطیس (انعام ع ۱۱) کہ تم نے خدا تعالیٰ کی کتاب کو ورق ورق کر دیا۔ ویسے ہی آدمی ہم میں بھی پیدا ہو جائیں۔ ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں ایک لمبا عرصہ رہے۔ اور ہم آپ کے پاس بیٹھنے والے ہیں۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے باتیں سنیں۔ اور بارہا سنیں۔ پس میرے لئے کسی کی زبان سے یہ سننا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کے قائل تھے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ ایسا ہی قابل تعجب ہے۔ جیسے کوئی کہہ دے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کے قائل تھے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور بجسد عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ

متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے

ہم نے یہ سُنا۔ اور ایک رنگ میں نہیں۔ بلکہ مختلف رنگوں اور مختلف پیرایوں میں سُنا۔ اور اب ہمارے لئے یہ بات ماننی بالکل ناممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قتل یحییٰ کے قائل نہیں تھے۔ پھر صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے سننے کا سوال نہیں۔ بلکہ ہم میں اس بات پر بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ اور ہم ہمیشہ اس وقت کہا کرتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے قائل تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کا کوئی نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ اور ہم ہمیشہ آپ سے اس معاملہ میں بحث کیا کرتے۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالجات نکال نکال کر دکھایا کرتے۔ آخر ۱۹۱۰ء کے قریب انہوں نے اقرار کیا۔ کہ اب آئندہ کے لئے میں اس مسئلہ کو بیان نہیں کروں گا۔ ورنہ پہلے آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ خطابیات ہیں۔ جیسے علی گڑھ کے سید احمد خاں صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ قرآن کریم میں بہت جگہ خطابیات کے طور پر باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مگر جب ہم نے متواتر حوالجات کو نکال نکال کر آپ کے سامنے رکھا۔ اور کئی شہادتیں آپ کے سامنے اس امر کے متعلق پیش کیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات کے قائل تھے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ تو آپ نے اس وقت فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اب مجھے آئندہ کے لئے اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے

دلائل کے ضمن میں

یہ کبھی نہیں فرمایا تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسا سُنا ہے۔ آپ فرماتے۔ میرا علم یوں کہتا ہے۔ مگر جب ہم نے ان پر یہ بات ثابت کر دی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کے قائل تھے۔ کہ بعض انبیاء شہید ہوئے ہیں۔ تو پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اب میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ اور آئندہ اس کے متعلق کبھی کوئی بات نہیں کروں گا۔ (میں خطبہ کے بعد آیا۔ تو میری چھوٹی ممانی جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم پڑھتی رہی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ مرد تو مرد رہے ہم عورتیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل نہ ہونے کا مسئلہ سنا کرتی تھیں۔ تو مجھے یاد ہے۔ کہ ہم یہ کہا کرتی تھیں۔ یہ مولوی صاحب کا عقیدہ ہے۔ ہمارا عقیدہ نہیں۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی روایت تو مجھے یاد نہیں۔ مگر یہ اثر ہمارا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضرت یحییٰ قتل ہوئے) لیکن اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس بات کے قائل رہے ہیں۔ کہ انبیاء قتل نہیں ہوئے۔ تو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں

ان کا یا کسی اور عالم کا پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک پٹھان نے کہہ دیا تھا۔ خو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ پہلے اس نے کہیں کنز میں پڑھ لیا تھا۔ کہ حرکت کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس کے بعد ایک دن جب وہ حدیث پڑھ رہا تھا۔ تو اس میں ایک حدیث ایسی آ گئی۔ جس میں یہ لکھا تھا۔ کہ نماز پڑھتے پڑھتے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرکت کی۔ اپنا ایک نواسہ آپ نے اٹھا لیا۔ جب سجدہ میں جاتے۔ تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے۔ تو اسے پھر اٹھا لیتے۔ یہ پڑھتے ہی وہ کہنے لگا۔ خو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ کنز میں لکھا ہے۔ کہ حرکت سے نماز ٹوٹ جاتا ہے۔ اب

نمازیں لانے والے

محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔ مگر آپ کی نمازیں توڑنے والا وہ پٹھان بن گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کسی کے قول کی کیا حیثیت ہے۔ قول وہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ہو۔ اور جو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رض

ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس میں متواتر یہ ذکر آتا رہا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ آج ہی میں نے میر محمد اسحاق صاحب کو بلایا۔ اور ان سے کہا۔ کہ مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک روایت

یاد ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بارہا یہ ذکر ہوتا تھا۔ کہ آپ سے پہلے ارہاص کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد صاحب بریلوی کو بھیجا۔ اور یہ کہ مسیح اول اور مسیح موعود میں یہ بھی باہمی مشابہت ہے۔ کہ جیسے حضرت مسیح کی خبر دینے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی خبر دینے والے حضرت سید احمد صاحب بریلوی بھی شہید ہوئے۔ اب یہ روایت مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور یہ صرف میری روایت ہی نہیں۔ بلکہ بعض اور صحابہ کی بھی ہے۔ چنانچہ ابھی جبکہ میں جمعہ پڑھانے کے لئے آ رہا تھا۔

ماسٹر عبد الرحمن صاحب جالندھری

نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں مجھے ایک رقعہ دیا۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ

"میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو مرتبہ مسجد مبارک میں فرمایا (گویا کہ میں اب بھی آپ کو بولتے سنتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ کے تقابل کے طور پر قائم کیا ہے۔ سلسلہ موسویہ کے اول نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے ہیں۔ اور ان کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ کے بانی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور آپؐ کا آخری خلیفہ (حضرت) مسیح موعودؑ ہے۔ پس ایسے سلسلہ کا اول نبی اور اس کا آخری خلیفہ قتل نہیں ہو سکتا۔ ورنہ حق مشتبہ ہو جائے۔ ہاں درمیان میں اگر کوئی نبی قتل ہو بھی جائے تو اس سے لو تقول کے اصل پر کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ زد نہیں پڑتی۔

اور فرمایا۔ کہ ایک امر تشبیہہ کا یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسےٰ عم سے پیشتر قتل ہوئے۔ اسی طرح میری بعثت یا آمد سے پیشتر حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہید ہوئے۔

پھر فرمایا۔ کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور اسمٰعیل شہید میرے لئے بطور ارہاص تھے۔ جیسے حضرت یحییٰؑ حضرت عیسیٰ عم کے لئے بطور ارہاص تھے"۔

یہ بعینہٖ وہی روایت ہے۔ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے سُنی۔ اور یہ بھی میرے کہنے پر نہیں۔ بلکہ اپنے طور پر انہوں نے لکھ کر مجھے بھیجی ہے جب صبح میں نے

میر محمد اسحاق صاحب

سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ کہنے لگے۔ مجھے روایت تو کوئی یاد نہیں۔ لیکن یہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ شروع سے یہی عقیدہ سمجھتے آئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے شک پہلے یہ خیال تھا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ اور آپ اپنی مجالس میں بھی یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔ مگر بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

وہی دلائل دیا کرتے تھے۔ جو مولوی ابو العطاء صاحب نے اپنے پہلے مضمون میں پیش کئے ہیں آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ دیکھو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسلامٌ علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیّا (مریم ع ۱) کہ اس پر سلامتی ہے۔ جس دن وہ پیدا ہوا۔ اور سلامتی ہے جس دن فوت ہوا۔ اور سلامتی ہے۔ جس دن دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ شہید ہوئے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی دلیل پیش فرمائی۔ تو میں نے کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ السلام سے بھی جب موقعہ لگے۔ یہ آیت پوچھنا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ آیت جا کر پیش کر دی اور عرض کیا۔ کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ مجھے اس وقت یہ یاد نہیں۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ کہا۔ کہ اس بارہ میں مجھے حضرت مولوی صاحب نے فرمایا ہے۔ یا یہ نہیں کہا۔ مگر ایک دوسری روایت جو اصحاب الکہف کے متعلق میں بیان کیا کرتا ہوں۔ اس کے متعلق تو مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کر دیا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے مجھے کہا ہے۔ کہ میں آپ سے اس کے متعلق پوچھوں۔ مگر آپ نے سُنکر فرمایا۔ کہ مولوی صاحب کی غلطی ہے۔ اصحاب الکہف تو میری جماعت کا نام بھی رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس سے مراد کوئی مشرک جماعت نہیں ہو سکتی۔ (بعد میں اللہ تعالےٰ نے مجھے ایسے معنے سمجھا دیئے۔ جن سے دونوں معنے باہم مطابق ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی اور حضرت خلیفہ اول رضہ کے بھی) غرض مجھے یقینی طور پر یہ یاد نہیں۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اس دوسرے حوالہ کے بارہ میں یہ ذکر کیا یا نہیں۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے مجھے اس کے دریافت کرنے کے لئے کہا تھا۔ بہرحال میں گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے میں نے یہ آیت پیش کی۔ اور عرض کیا۔ کہ لوگ کہتے ہیں۔ یا میں نے یہ کہا۔ کہ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ اس پر آپ نے قرآن کریم منگوایا۔ یا قرآن کریم اسی وقت میں ہی ساتھ لے کر گیا تھا۔ اور اسے آپ نے کھولا۔ اور سورہ مریم میں سے یہ آیت نکال کر اس کے دوسرے حصے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اگر اس کے یہی معنے ہیں۔ تو اس دوسرے حصہ کے کیا معنی ہوں گے۔ وہ حصہ کونسا تھا۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ مجھے یاد نہیں رہا۔ میں قیاساً کہہ سکتا ہوں۔ کہ غالباً وہ آیت کا وہ آخری حصہ ہوگا۔ جس میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ پر اسدن بھی سلامتی ہوگی۔

یوم یبعث حیًّا

جس دن وہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ اگر آپ پر سلامتی ہونے کا یہی مطلب ہے کہ آپ قتل سے محفوظ رہے۔ تو قیامت کے دن آپ پر سلامتی ہونے کے کیا معنی ہیں۔ کیا قیامت کے دن بھی آپ کے قتل کی کوئی دشمن تدبیر کریگا۔ کہ اسدن اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلامتی آپ کے لاحق حال ہوگی۔ آخر اگر سلامتی کا اسجگہ یہی مفہوم لیا جائے۔ کہ دشمن کی تدابیر قتل کا اس میں رد ہے۔ تو اس کے معنے یہ بنیں گے۔ کہ جس دن حضرت یحییٰ پیدا ہوئے۔ اسدن بھی وہ قتل سے محفوظ رہیں گے۔ جس دن وہ فوت ہوں گے۔ اس دن بھی وہ قتل نہیں ہوں گے۔ اور جب قیامت کے دن جی اٹھیں گے۔ تو اس دن بھی قتل نہیں ہوں گے۔ اب کیا قیامت کے دن بھی وہ قتل ہو سکتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو ان کے متعلق یوم یبعث حیًّا پر بھی سلامتی کا وعدہ کرنا پڑا۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان معنوں کو رد کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس کے یہ معنے غلط ہیں۔ پس گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت جو دلیل بیان فرمائی۔ وہ مجھے یاد نہیں۔ مگر میں قیاساً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کا اشارہ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیًّا کے آخری حصہ کی طرف تھا۔ سلام علیہ یوم ولد کے متعلق تو پھر بھی کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اسمیں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی نہیں مر جائیں گے۔ بلکہ کچھ عرصہ دنیا میں زندہ رہیں گے۔ مگر یوم یبعث حیًّا کے کیا معنی بنیں گے۔ کیا اسدن اور لوگ مارے جائیں گے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ خاص طور پر بچائے گا۔ جب اور لوگ بھی اس دن زندہ ہوں گے۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زندگی اور آپ پر اللہ تعالےٰ کی سلامتی خاص ندرت اپنے اندر کیا رکھتی ہے۔

درحقیقت اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں تین مختلف زمانوں کو بیان کیا ہے۔ مگر لوگوں نے غلطی سے اس کا مفہوم کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔ دراصل انسانی

زندگیاں تین ہوتی ہیں

ایک زندگی شروع ہوتی ہے انسانی پیدائش سے اور ختم ہوتی ہے انسانی موت پر۔ اس زندگی کو حیاۃ الدنیا کہا جاتا ہے۔ دوسری زندگی موت سے شروع ہوتی اور قیامت تک قائم رہتی ہے اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے۔ اور اسی کے متعلق حدیثوں میں خبر دی گئی ہے۔ کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے۔ تو اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت کی طرف سے اس کے لئے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اور اگر دوزخی ہوتا ہے۔ تو دوزخ کی طرف سے اس کے لئے ایک کھڑکی کھولدی جاتی ہے۔ گویا مرتے ہی انسان کو آرام یا عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی مختلف قسم کی رحمتیں اور فضل اس پر نازل ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور اگر دوزخی ہوتا ہے۔ تو مختلف قسم کے عذاب اس پر نازل ہونے لگ جاتے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایک تیسرا زمانہ ہے۔ جسے قرآن کریم نے یوم البعث قرار دیا ہے۔ اور جس دن کامل طور پر جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ یہ تین ابتدائی نقطے ہیں انسانی زندگی کے۔ پیدائش ابتدائی نقطہ ہے حیاۃ الدنیا کا۔

موت ابتدائی نقطہ ہے حیاۃِ برزخی کا

اور یوم البعث ابتدائی نقطہ ہے اخروی حیات کا یہ تین ابتدائی نقطے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضرت یحییٰ کے تینوں نقطہ ہائے حیات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اسکی پیدائش پر بھی ہماری طرف سے سلامتی نازل ہوگی۔ اور وہ زندگی بھر اس سے متمتع ہوتا رہے گا۔ پھر جب اس نے وفات پائی۔ تو پھر بھی اس پر سلامتی نازل ہوگی۔ اور وہ عالم برزخ میں بھی سلامتی سے حصہ پائیگا اور اس کے بعد جب یوم البعث آئے گا۔ تو اسدن پھر اس پر سلامتی نازل ہوگی۔ اور وہ اُخروی حیات میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل کے ماتحت رہے گا۔ یہ تین ابتدائی مرتبے انسانی زندگی کے ہیں۔ جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ قتل کا یہاں ذکر ہی کہاں ہے۔ اگر کہیں قتل کی نفی ہو سکتی ہے۔ تو وہ وُہ مقام ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی قسم کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیًّا۔ مگر وہاں بھی یہ معنے ہم اسی لئے لیتے ہیں۔ کہ یہود ان کے متعلق یہ کہا کرتے تھے۔ کہ وہ لعنتی موت مرے ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ دیا کرتے تھے۔ کہ تورات میں لکھا ہے۔ جو صلیب پر لٹک کر وفات پاتا ہے۔ وہ لعنتی ہوتا ہے۔ پس چونکہ یہود ان کے متعلق یہ کہا کرتے تھے۔ کہ وہ

لعنت کی موت

مرے ہیں۔ اور عالم برزخ میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ اسلئے ہم کہتے ہیں۔ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ان یہود کی تردید کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ وہ صلیب پر نہیں مرے۔ پس اگر ہم وہاں یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے۔ تو اسکی ہمارے پاس دلیل ہوتی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں۔ چونکہ یہود کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ صلیب پر مرنے والا لعنتی ہوتا ہے اور دوسری طرف ان کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ ہم نے مسیحؑ کو مصلوب کر دیا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کی تردید کی۔ مگر یہاں تو اس قسم کا کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس آیت کے ایسے معنے کئے جائیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔

میں جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم نے ہمیشہ یہ بات سُنی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ ممکن ہے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی شاگردی

کے لحاظ سے ابتدائی ایام میں میں نے بھی کبھی کہہ دیا ہو۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ کیونکہ قرآن کریم میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ہی پڑھا ہے۔ گو مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے کبھی ایسا کہا ہو۔ لیکن یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ آیت رکھی۔ تو آپ نے ان معنوں کو غلط قرار دیا۔ جو عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے متعلق مجھے جو دلیل بتائی تھی۔ وہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ مگر میں اسی وقت اس آیت کی تشریح کر کے بتا چکا ہوں۔ کہ اس میں قتل کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اس میں تین زندگیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک وہ زندگی ہے۔ جس کی پیدائش سے ابتدا ہوتی ہے۔ دوسری وہ زندگی ہے۔ جس کی موت سے ابتدا ہوتی ہے۔ اور تیسری وہ زندگی ہے۔ جس کی یوم البعث سے ابتدا ہوتی ہے۔ پیدائش سے ابتداء دنیوی زندگی کی ہوتی ہے۔ موت سے ابتد برزخی زندگی کی ہوتی ہے۔ اور یوم البعث سے ابتداء اخروی زندگی کی ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم سے یہ تینوں زندگیاں ثابت ہیں۔ پس ان تینوں زندگیوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بیان کر دیا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان سب زندگیوں میں خدا تعالےٰ کی سلامتی کے نیچے ہیں۔ وہ دنیوی زندگی میں بھی اسکی سلامتی کے مورد رہے۔ وہ برزخی زندگی میں بھی اسکی سلامتی کے مورد ہیں۔ اور وہ اخروی زندگی میں بھی اسکی سلامتی کے مورد ہوں گے۔ اور یہ سلام صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ ع کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ سب مومنوں کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ سورۂ انعام ۱۲/۷ میں آتا ہے۔ واذا جاءک الذین یومنون بآیاتنا فقل سلامٌ علیکم کتب ربکم علےٰ نفسہ الرحمۃ۔ یعنی جب تیرے پاس ہماری آیتوں پر ایمان لانیوالے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ آئیں۔ تو ان کو ہمارا یہ پیغام دے دینا۔ کہ تم پر سلام ہو۔ اور تمہارے رب نے تمہارے لئے اپنے آپ پر رحمت واجب کرلی ہے۔ یہ سلام بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ ان میں سے کئی شہید ہوئے۔ پھر سب مومنوں کی نسبت آتا ہے۔ کہ الذین تتوفّٰھم الملئکۃ طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ یعنی جن لوگوں کی روح فرشتے اس حالت میں نکالتے ہیں۔ کہ وہ پاک ہوتے ہیں۔ فرشتے انہیں اس وقت یہ کہتے چلے جاتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ جاؤ اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اب یہ تو ظاہر ہے۔ کہ فرشتے مومنوں کی جان کئی طرح نکالتے ہیں۔ بعض کی شہادت کے ذریعہ سے نکالتے ہیں۔ تو کیا اگر سلامتی کے معنے دشمنوں کے ہاتھوں سے نہ مارے جانے کے ہیں۔ تو یہ عجیب بات نہ ہوگی۔ کہ دشمن ان کو قتل بھی کر رہا ہوگا۔ اور فرشتے ساتھ سلام سلام بھی کرتے جا رہے ہونگے۔ گویا جو بات ہو رہی ہوگی۔ اسی کی تردید کر رہے ہونگے۔ اسی طرح سورۂ طٰہٰ ع۲ میں آتا ہے۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدےٰ۔ جو بھی ہدایت کے تابع چلے۔ اس پر سلامتی ہے۔ اگر سلام کے معنے دشمنوں کے قتل سے محفوظ رہنے کے لئے جائیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ کبھی کوئی مومن قتل نہیں ہوتا۔ پھر سورہ مائدہ ع۳ میں مومنوں کی نسبت فرماتا ہے۔ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام۔ یعنی قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ ان کو جو خدا تعالےٰ کی رضا کے تابع ہوتے ہیں۔

سلام کے راستے

دکھاتا ہے۔ اب اگر سلام کے معنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل نہ ہونے کے کئے جائیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو ایسی زندگی بخشتا ہے۔ کہ وہ کبھی

دشمن کے ہاتھ سے

قتل نہیں ہوتے۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

سلام ایک وسیع معنوں کا لفظ ہے

بعض موقعوں پر یقیناً اس کے یہ معنی بھی ہوں گے۔ کہ دشمن کے کسی حملے سے بچالے۔ بعض جگہ بیماری سے بچانے کے بعض جگہ ناکامی سے بچانے کے معنے ہوں گے۔ لیکن بغیر کسی زبردست قرینے کے ایک خاص معنے ایک عام لفظ کے کرنے اور اسے نص قرار دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو اس کے ماتحت کرنے کی کوشش کرنا یہ درست نہیں ہے۔ غرض میری مراد یہ نہیں۔ کہ سلامتی کے معنے قتل سے بچنے کے نہیں ہو سکتے۔ یقیناً ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے اور بھی بہت سے معنے ہو سکتے ہیں۔ اس کے وہی معنے لئے جائیں گے۔ جو خدا تعالےٰ کے نبی کے قول کے خلاف نہ ہوں گے۔ اس آیت میں نص سلامتی ہے۔ نہ کہ قتل سے بچنا۔ اگر سلامتی کے معنے نص قتل سے بچنے کے ہوں۔ تو پھر لازماً اوپر کی آیات کے مخاطبین کو بھی قتل سے بچنا چاہیئے۔ اور لازماً قیامت کے دن بھی قتل کی کوئی صورتیں ممکن ہونی چاہیئں۔ بلکہ جنت میں بھی۔ کیونکہ اس کے لئے بھی سلامتی کا لفظ آتا ہے۔ لیکن اگر جیسا کہ میں کہتا ہوں۔ سلام کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ اور ہر موقع کے مناسب معنے اس کے کئے جانے ضروری ہیں۔ تب کسی آیت پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہر جگہ کے مناسب حال سلام کے معنے کئے جائیں۔ اور جب کسی لفظ کے کئی معنے ہوں۔ تو ایک معنی کو لے کر اسے نص قرار دینا جائز نہیں۔ اور جب کئی معنے ہوتے ہوں۔ تو

نبی کے ادنیٰ سے اشارہ کے بعد

بھی ایسے معنے کرنے درست نہ ہوں گے۔ جو نبی کے معنوں کو رد کر دیتے ہوں۔ ہاں وہ معنے درست ہوں گے۔ جن کی موجودگی میں نبی کے معنے بھی قائم رہتے ہوں۔ کیونکہ قرآن غیر محدود معارف رکھتا ہے۔ اور نبیوں اور ان کی امتوں پر ہمیشہ اس کے وسیع معنے کھلتے رہیں گے۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

پھر یہ بات بھی ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متواتر سُنی ہے کہ دو قسم کے نبی **کبھی قتل نہیں ہوا کرتے۔** ایک وہ جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں۔ اور ایک وہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں۔ جیسے سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں۔ باقیوں کے متعلق یہ کوئی شرط نہیں۔ کہ وہ قتل نہیں ہو سکتے۔ یہ نہیں۔ کہ وہ ضرور مارے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر ان میں سے کوئی مارا جائے۔ تو اس سے اسے جھوٹا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میں نے بھی متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ بات سنی ہے۔ اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب جالندھری بھی یہی شہادت دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ نے سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ کے تقابل کے طور پر قائم کیا ہے۔ سلسلہ موسویہ کا اول نبی حضرت موسیٰ ؑ ہوئے ہیں۔ اور ان کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ ؑ ہیں۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ کے بانی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں۔ اور آپ کا آخری خلیفہ حضرت مسیح موعود ؑ ہے۔ پس ایسے سلسلہ کا اول نبی اور اس کا آخری خلیفہ قتل نہیں ہو سکتا۔ ورنہ حق مشتبہ ہو جائے۔ ہاں درمیان میں اگر کوئی نبی قتل ہو جائے۔ تو اس سے لو تقول کے اصل پر کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ زد نہیں پڑتی۔"

یہی مضمون میں نے بارہا سُنا ہے۔ ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ متواتر۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب اپنی تقاریر یا بحث مباحثہ میں ہم نے لو تقول والی آیت پیش کرنی ہوتی۔ تو ہمیں متواتر یہ سبق دیا جاتا۔ کہ یہ مت کہنا۔ کہ جو نبی قتل ہو جائیں۔ وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا۔ کہ جس مدعی کو دعوائے نبوت کے بعد اتنی مہلت ملے۔ جتنی رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ملی تھی۔ وہ ضرور سچا ہوتا ہے۔ یہ معنے ہیں۔ جو ہمیں متواتر بتائے جاتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ لو تقول کے یہ معنے نہ کرنا کہ جو مارا جائے وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا۔ کہ جو اتنی عمر پائے۔ جتنی رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعوائے نبوت کے بعد پائی۔ یا اس سے بھی زیادہ لمبی عمر پائے۔ وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ گویا لمبی عمر پانا سچے ہونے کی دلیل ہے۔ کسی نبی کا قتل ہو جانا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔ جس طرح انگریزی میں ہیمر (Hammer) کرنا یعنی ہتھوڑے سے کوٹ کوٹ کر کسی چیز کو اندر داخل کرنا بولا جاتا ہے۔ اسی طرح بار بار ہمارے ذہنوں میں یہ بات ڈالی جاتی تھی۔ اور ہمیں کہا جاتا تھا۔ کہ اس سے یہ استدلال نہ کرنا۔ کہ کوئی سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ کرنا کہ دعوئے نبوت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جتنی عمر اگر کوئی مدعی نبوت پالے۔ تو وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ گویا کسی مدعی کا لمبی عمر پانا اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے کسی کا مارا جانا اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

میر مہدی حسین صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ وہ بھی لکھتے ہیں۔

میں یہ بیان مؤکد بہ قسم حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کی نسبت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کی مجلس میں سُنا ہے۔ لکھ کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:۔

"یحییٰ علیہ السلام کے قتل کی بابت یہ سمجھنا چاہیئے کہ سلسلہ کا اول اور آخری نبی قتل نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو۔ تو کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور مصیبت حد سے بڑھ جاتی ہے۔ درمیانی انبیاء اور خلفاء اگر قتل ہوں۔ تو اس قدر نقصان نہیں ہوتا۔"

ابھی بعض اور گواہیاں بھی کئی صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے رہا ہوں مگر یہ بات بہر حال یقینی ہے۔ کہ ہم نے اس بات کو اتنے تواتر کے ساتھ سنا ہے۔ کہ اس میں شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

مولوی ابو العطاء صاحب نے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی ایک شہادت بھی اپنے مضمون میں درج کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

بالآخر میں جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ایک تازہ خط کے مندرجۂ ذیل اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ جو یہ ہے:۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ میں شہادۃً باللہ لکھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے کانوں سے ان کی زبانِ مبارک سے سنا ہے۔ کہ میں چونکہ نبیوں سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ اس لئے میں بھی قتل سے محفوظ رہوں گا۔ شاید یہ بات انہوں نے کسی الہامی بشارت کی بناء پر کہی ہو۔ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مماثلت حفاظت پر قیاس فرماتے ہوئے۔" (الفضل ۲۷ر اگست)

میں خود بتا چکا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا یہی خیال تھا۔ مگر جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے حوالجات نکال نکال کر آپ کو بتائے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب میں آئندہ کے لئے اس بات کو بیان نہیں کروں گا۔ مجھے یہ یاد نہیں۔ کہ میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو وہ روایت سنائی تھی۔ یا نہیں۔ جو ابھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بیان کی ہے۔ اور جس میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ اگر اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ تو اس کے آخری حصہ کا کیا مطلب ہوا۔ ممکن ہے شرم کے مارے میں نے آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کا ذکر نہ کیا ہو۔ مگر یہ مجھے یقینی طور پر یاد ہے۔ کہ میں اور حافظ صاحب مرحوم متواتر آپ کو اس بارہ میں توجہ دلاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالجات دکھاتے۔ اور روایات سناتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے

سابقہ عقیدہ سے رجوع

کیا۔ اور فرمایا۔ آئندہ میں یہ بات بیان نہیں کیا کروں گا۔ (جمعہ کے بعد اس بارہ میں حافظ صوفی غلام محمد صاحب نے بھی اپنی شہادت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کی۔ جو دوسری شہادتوں کے ساتھ الگ شائع کی جائے گی) پس یہ شہادت کسی پر حجت نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص کو اگر علم ہی نہ ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فلاں مسئلہ کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے یا آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ تو وہ اگر لاعلمی میں کوئی بات کہہ دے۔ تو اس سے اور لوگ استدلال نہیں کر سکتے۔ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل کے متعلق بھی بعض جزئیات کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو پوری واقفیت نہیں تھی۔ پیغامیوں کا جب فتنہ اٹھا۔ اور انہوں نے ان مسائل کو غلط رنگ میں بیان کرنا شروع کیا۔ تو بعض اجزا کے متعلق بعض دفعہ آپ فرما دیتے۔ ممکن ہے۔ یہ بات یوں ہی ہو۔ مگر جب حوالجات نکال کر دکھائے جاتے۔ تو آپ فرماتے۔ ہاں اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ لیکن اس مسئلہ کے متعلق جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے صاف طور پر فرمایا تھا۔ کہ اب میں آئندہ ایسی بات نہیں کہوں گا۔ لیکن اگر بفرضِ محال ان کا یہ عقیدہ ہمیشہ رہا ہو۔ تو بھی ان کی بات کو پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بات کو رد کرنا ایسی ہی بات ہے۔ جیسے اس پٹھان نے کہا تھا۔ خو محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا حضرت خلیفہ اول رضؓ چاہے کتنی بڑی حیثیت رکھتے ہوں۔ ایک نبی کے مقابلہ میں ان کی بات کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں صاف طور پر مومنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

کہ اے ایماندارو تم اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ پس اس آیت کے ماتحت تو ہم سمجھتے ہیں۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بات کا انکار کر دیتے۔ تو وہ ویسے ہی مجرم ہوتے۔ جیسے دوسرے لوگ ہوتے۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ انہوں نے انکار نہیں کیا۔ اور اول المؤمنین ہوئے۔ لیکن نعوذ باللہ من ذالک اگر وہ منکر ہوتے۔ تو پھر کیا ان کی کوئی حیثیت ہماری جماعت میں ہوتی۔ آخر خلیفہ کی نبی کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہوتی ہے۔

خلیفہ تابع ہوتا ہے

اور نبی متبوع۔ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں بہت بلند مقام تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اسی لئے کہ ہم دیکھتے ہیں۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ اگر کل کو کوئی کہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فلاں بات غلط ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضؓ نے یوں کہا تھا۔ تو یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کو بلند کرنے والی نہیں۔ بلکہ آپ کی شان کو گرانے والی ہوگی۔ خلفاء کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبی متبوع کے تابع ہو کر چلیں۔ اگر وہ ان کی تعلیم سے باہر ہو کر کوئی بات کرتے ہیں۔ تو ان کی کوئی ہستی ہی نہیں سمجھی جا سکتی۔ پس اللہ تعالےٰ کے نبی کے مقابلہ میں کسی کی بات تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ خواہ وہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام کتنا بلند ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ اگر میرا الہام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کے خلاف ہوتا۔ تو میں اسے تھوک کی طرح اٹھا کر پھینک دیتا اور اسکی ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی قدر نہ کرتا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ کہ آپ پر کوئی

خلاف قرآن الہام

نازل ہوتا۔ پیغامی اس سے غلطی سے یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الہامات کو کوئی وقعت نہیں دی۔ اور آپ کے الہامات پر ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی فوقیت رکھتی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسجگہ اپنے الہامات کا غلط ہونا بیان نہیں کر رہے۔ بلکہ

قرآنی الہامات کی عظمت اور برتری

کا ذکر فرما رہے ہیں۔ اور لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ عظمت اور شان ہے۔ کہ اگر میرے الہام خلاف قرآن ہوتے۔ تو میں انہیں تھوک کی طرح پھینک دیتا یعنی کبھی ان کی بنا پر دعوےٰ نہ کرتا۔ اور اسے بلغم جتنی حیثیت بھی نہ دیتا۔ مولوی ابو العطاء صاحب نے مولوی سید سرور شاہ صاحب کی ایک روایت کا بھی اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں نے مندرجہ بالا مضمون بمبئی سے لکھا تھا۔ میرے ذہن میں فولادی میخ کی طرح یہ بات قائم تھی۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قتل انبیاء کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ سلسلہ کا پہلا اور پچھلا نبی تو بہرحال قتل نہیں ہو سکتا۔ درمیانی انبیاء میرے راستہ میں نہیں آئے۔ اسلئے ان کا حال مجھ پر نہیں کھولا گیا۔ (ملخصًا) اس روایت کا صاف مطلب یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قتل یحییٰ علیہ السلام وغیرہ کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں فرمایا۔ لہذا اس سلسلہ میں تحقیق سے اگر یہ ثابت ہو۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ تو اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قطعی فیصلہ کے خلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ روایت میں نے بارہا سنی مگر یاد نہ رہا تھا۔ کہ اس کے راوی کون بزرگ تھے۔ قادیان آنے پر معلوم ہوا۔ کہ استاذی المکرم حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سے میں نے یہ روایت سنی تھی۔ انہوں نے دریافت کرنے پر فرمایا۔ کہ ہاں میری موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ یہی جواب دیا ہے۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے۔ اور میں نے خود اسے بارہا بیان کیا ہے۔"

میں نہیں جانتا۔ یہ روایت کیا ہے۔ مگر کم سے کم چالیس پچاس لوگ ایسے گواہ ضرور ہوں گے۔ جو یہ جانتے ہیں۔ کہ جب پہلی دفعہ مولوی ابو العطاء صاحب کا یہ مضمون چھپا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے۔ تو میں نے ایک دن عصر کے بعد مولوی سید سرور شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "الفضل" میں مولوی ابو العطاء صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے۔ حالانکہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بارہا سنا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے تھے۔ اس پر

مولوی سید سرور شاہ صاحب

نے فرمایا۔ میں نے بھی متعدد بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے یہی بات سنی ہے۔ یہ بات کہیں علیحدہ نہیں ہوئی۔ مجلس میں ہوئی اس وقت چالیس پچاس آدمی موجود تھے۔ (جمعہ کے بعد چودھری محمد شریف صاحب بی۔اے اور چودھری غلام حسین صاحب آباد کار سرگودھا دو صاحبان نے گواہی دی۔ کہ ہم اس مجلس میں موجود تھے۔ خود مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ عقیدہ میں یہی سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت یحییٰ قتل ہوئے ہیں)

اس کے بعد جب مولوی محمد اسماعیل صاحب نے مولوی ابو العطاء صاحب کے مضمون کی تردید میں بعض مضامین لکھے۔ تو ایک دن عصر کے بعد مسجد میں ہی میں نے مولوی محمد اسماعیل صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ آپ نے اپنے مضامین کی آخری قسط میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ بعض لوگ اس قسم کے بیہودہ خیالات رکھنے والے بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر اپنے اوہام کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور عذر یہ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی شارع نبی نہیں تھے۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں۔ کہ آپ شارع نبی نہیں تھے۔ مگر جو لوگ اپنے اجتہادات کو حضور کے ارشادات پر ترجیح دیتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے۔ وہ خود کیا شارع نبی ہوتے ہیں۔ یہ آپ نے کیوں لکھا۔ اور آپ کو کیونکر پتہ لگ گیا۔ کہ مولوی ابو العطاء صاحب کو اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وضاحت سے بتائی جائے۔ تو پھر بھی وہ آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ممکن ہے۔ انہوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عدم قتل کے متعلق جو کچھ لکھا ہو۔ عدم علم کی وجہ سے لکھا ہو۔ پس آپ کو محض اصولی طور پر جواب لکھنا چاہیئے تھا۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کو نہیں مانتا۔ وہ ایسا ہوتا ہے۔ پھر میں نے اس مجلس میں بھی ذکر کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم نے بارہا سنا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ اس پر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پھر کہا۔ کہ واقعہ میں یہی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے ہیں۔ باقی رہی

مولوی صاحب کی روایت

سو اس کا اصل مضمون سے کوئی بھی تعلق نہیں اول تو ممکن ہے۔ مولوی صاحب کو غلط ہو گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو۔ کیونکہ یہ بات حضرت خلیفۂ اول رضؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ممکن ہے۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پُرانی تحقیق کی بناء پر فرمائی ہو۔ اسکی وضاحت آپ پر نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ اس سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ جب ہم نے حوالہ جات نکال کر دکھائے تھے۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ جن امور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو انکشاف ہؤا ہے۔ وہ تو پھر وفات مسیح وغیرہ چند ہی ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو حق ہونا چاہیئے۔ کہ جس مضمون میں چاہیں۔ آپ سے اختلاف کریں۔ حکمًا عدلاً اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی معرفت آپ کا نام رکھا ہے۔ ہمارا تو نام نہیں رکھا۔ حق یہ ہے۔ کہ ہر دینی مسئلہ کے متعلق جن کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہو۔ آپ کا ہر قول حجت ہے۔ اور اس قول کو تو آپ خود حجت قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ جو حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے دیئے گئے ہیں۔ ان میں تو بالوضاحت یہ بات پائی جاتی ہے۔ اور وہاں شک کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ روایات میں تو پھر بھی کسی حد تک شُبہ کا امکان ہوسکتا ہے۔ مگر تحریرات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالوضاحت اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ اور ان کے ہوتے ہوئے کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ یہ کہہ سکے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔

خدا کرے غلط ہی ہو۔ مگر مجھ پر مولوی صاحب کا مضمون پڑھ کر یہ اثر ہؤا ہے۔ کہ گویا انہیں اس بات کا غصہ ہے۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے ان کے مضمون کی تردید کیوں کی ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے بعض جگہ پر حوالجات پر بھی غور نہیں کیا چنانچہ انہوں نے ایک حوالہ میری طرف اور علماء سلسلہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے درج کیا ہے۔ جو اگر وہ غور کرتے۔ تو ہرگز اس قابل نہ تھا۔ کہ اس موقعہ پر اور اس طرح اسے درج کیا جاتا۔ مولوی ابوالعطاء صاحب مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جناب مولوی صاحب کے نزدیک کامیابی سے پہلے تو کوئی نبی قتل نہیں ہوسکتا۔ ہاں یہ کہنا کہ کوئی سچا نبی مطلق طور پر قتل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کلیہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ویقتلون النبیین میں یہ بتایا ہے۔ کہ نبی قتل ہوسکتے ہیں۔ اور فی الواقعہ قتل ہوئے ہیں۔ میں نہایت ادب سے اپنے محسن استاد کی خدمت میں عرض پرداز ہوں۔ کہ شاید جناب کی نظر سے یقتلون النبیین کے وہ معنے اوجھل ہو گئے۔ جو اس آیت کے احمدی علماء کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی زیر نگرانی شائع ہو چکے ہیں۔ لکھا ہے:۔ "یقتلون النبیین اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ بنی اسرائیل نبیوں کو قتل کرتے تھے ...... پس یقتلون النبیین سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ فی الواقعہ نبیوں کو قتل کرتے تھے...... کبھی قتل کا لفظ صرف کوشش قتل یا ارادۂ قتل پر بھی بولا جاتا ہے" (پارہ اول صـ۵۹ـ۶۰)

مولوی ابوالعطاء صاحب نے اس حوالہ کو نقل کرکے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ مولوی صاحب کا یقتلون النبیین سے یہ استدلال کہ نبی قتل نہیں ہوسکتے۔ درست نہیں۔ کیونکہ علمائے سلسلہ احمدیہ نے

خلیفۂ ثانی کی نگرانی

میں جو ترجمہ کیا ہے۔ اس میں ان معنوں کو رد کیا ہے۔ اور یہ درست ہے۔ کہ سلسلہ کے علماء نے ان معنوں کو اس آیت میں رد کیا ہے۔ لیکن جب احقاق حق کی کوشش کی جائے۔ تو یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ اس یا اس حوالہ سے کیا نکلتا ہے۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ اصل مضمون کیا ہے اور اسی حوالہ سے جو مولوی صاحب نے درج کیا ہے۔ اصل مضمون پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ بنی اسرائیل نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ **کیونکہ حضرت موسیٰ ؑ کے زمانہ تک کسی نبی کا قتل بنی اسرائیل سے ثابت نہیں۔** (پارہ اول صـ۵۹)

اس دوسرے حصہ سے ثابت ہے۔ کہ علماء کے نزدیک صرف تاریخی بنیاد پر اس آیت کے یہ معنے کئے گئے ہیں۔ کہ اس میں نبیوں کو قتل کرنا مراد نہیں۔ بلکہ ان کے قتل کی کوشش مراد ہے۔ کیونکہ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ جو قتل نہیں کئے گئے۔ اور اس سے اگلی عبارت میں گو نص نہیں۔ لیکن اس طرف اشارہ ضرور موجود ہے۔ کہ ترجمہ کرنے والوں کے نزدیک

انبیاء کا مجرّد قتل ناممکن نہیں ہے

کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ کے زمانہ تک کسی نبی کا قتل ثابت نہیں۔ پس مولوی صاحب کا فرض تھا۔ کہ اس حصہ کو بھی آپ بیان کرتے۔ کیونکہ یہ میدان مباحثہ نہ تھا۔ جہاں کبھی دشمن کو خاموش کرانا مقصود ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے اخبار میں

احقاق حق کی کوشش

ہو رہی تھی۔ اگر مولوی صاحب کو کسی اور نے اس طرح قطع و برید کرکے یہ حوالہ نہیں دیا۔ تو یقیناً اس رنگ میں حوالہ نقل کرنا جائز نہ تھا۔ اگر علماء کا قول کوئی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سے مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب کو خاموش کرایا جاسکتا ہے۔ تو پھر ان کا وہ خیال بھی تو سامنے آنا چاہیئے تھا۔ جو زیر بحث مسئلہ کے بارہ میں تھا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ مولوی محمدؐ اسماعیل صاحب نے بغیر قرآن نکال کر دیکھے عام تفسیری معنوں پر انحصار کرلیا۔ اور یہ آیت بیان کردی۔ لیکن جیسا کہ ہم نے لکھا ہے۔ اسجگہ قتل کے معنے قتل کے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مشارٌ الیہم حضرت موسےٰ ؑ اور ہارون ؑ یا ان سے پہلے کے نبی ہیں۔ اور وہ بالاتفاق قتل نہیں ہوئے۔

مفسرین نے اس امر پر غور نہیں کیا۔ اور عام عقیدہ کے مطابق یہاں بھی لکھ دیا ہے۔ کہ وہ نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ ہم نے اس فرق کو ظاہر کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اس آیت میں یہ معنے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کا قتل ثابت نہیں۔ مگر اس آیت کے علاوہ اور آیات میں۔ جن پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مثلاً آل عمران ع۱۲ میں لکھا ہے۔ ذالك بانهم كانوا يكفرون بآيات الله ويقتلون الانبياء بغير حق ذالك بما عصوا وكانوا يعتدون اسی طرح اور مقامات میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ نبیوں کا قتل ایک اہم امر ہے۔ اور عام طور پر ہم ایسے معنے کرنے کی طرف راغب رہتے ہیں۔ جن سے اس مضمون کی وسعت کو محدود کیا جائے۔ مگر جہاں خدا تعالےٰ کی گواہی ہو۔ اسے کیونکر رد کیا جاسکتا ہے۔ غرضیکہ "حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کسی نبی کا قتل بنی اسرائیل سے ثابت نہیں" کا صاف مطلب یہ تھا۔ کہ بعد میں ایسے قتل ہوتے رہے ہیں۔ مگر انہوں نے صرف وہ حصہ نقل کردیا ہے۔ جو یہ بتاتا ہے۔ کہ اس آیت میں قتل سے مراد حقیقی قتل نہیں۔ حالانکہ عبارت میں اشارہ موجود ہے۔ کہ اس کے بعد کے زمانہ میں قتل انبیاء ثابت ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ہم کہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کبھی کوئی امتی نبی نہیں ہؤا۔ تو کوئی شخص ہمارے ان الفاظ کو لے اڑے اور کہنا شروع کردے۔ کہ صاف اقرار کرلیا گیا ہے۔ کہ کبھی کوئی امتی نبی نہیں ہوسکتا۔ ہر شخص اسے کہیگا۔ کہ یہاں تو یہ ذکر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کبھی کوئی امتی نبی نہیں ہؤا۔ یہ تم نے کہاں سے نکال لیا۔ کہ بعد میں بھی کوئی امتی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح یہاں یہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کسی نبی کا قتل بنی اسرائیل سے ثابت نہیں۔ اور النبیین سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام ہی ہوسکتے ہیں۔ اور ان دونوں نبیوں کو بنی اسرائیل نے قتل نہیں کیا۔ مگر اسے ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ طبیعت پر یہ اثر ہو۔ کہ بنی اسرائیل نے کبھی کسی نبی کو قتل نہیں کیا۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ ہم نے یہ لکھا ہے۔ کہ "کبھی قتل کا لفظ صرف کوشش قتل یا ارادۂ قتل پر بھی بولا جاتا ہے"۔ (صـ۶۰) مگر سوال یہ ہے کہ کیا قتل کا لفظ واقعی قتل پر نہیں بولا جاتا۔ یقیناً قتل پر بھی یہی لفظ بولا جائے گا۔ مگر یہاں جو ہم نے اس کے معنے

کوشش قتل یا ارادۂ قتل

کے کئے ہیں۔ تو اس لئے کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہی ذکر تھا۔ اور تاریخوں سے یہ امر ثابت ہے۔ کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کرسکے۔

پس چونکہ یہود اس وقت اپنے ارادۂ قتل میں ناکام رہے تھے۔ اور اس آیت میں جو حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے متعلق ہے۔ یقتلون کے الفاظ آتے تھے۔ اسلیئے ہم نے اس کے معنے کوشش قتل یا ارادۂ قتل کے کئے۔ لیکن یہ بات تو اس وقت کے علم کی بناء پر لکھی گئی تھی۔ (حقیقت یہ ہے۔ کہ ترجمہ قرآن کا یہ نوٹ اور یہ استدلال میرا ہی لکھا ہؤا ہے) اب جو میرا علم ہے۔ اسکی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ممکن ہے۔ اس وقت بھی یہود نے بعض انبیاء کو قتل کیا ہو۔ کیونکہ تاریخ سے بعض شہادتیں اس امر کے متعلق ملتی ہیں۔ کہ

حضرت ہارون علیہ السلام بھی شہید کئے گئے تھے

اور یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ انہوں نے ہارون کی ترقی سے جل کر اسے قتل کر ڈالا ہے۔ پس اگر یہ روایت صحیح ہے۔ تو اس وقت کے لحاظ سے بھی یقتلون النبیین کے یہی معنے ہوں گے۔ کہ بنی اسرائیل نبیوں کو قتل کیا کرتے تھے۔ یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ وہ کوشش قتل یا ارادۂ قتل کرتے تھے۔

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری اور میر مہدی حسین صاحب کے علاوہ حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امام مسجد محلہ دار الفضل کی بھی یہ شہادت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیحؑ سے اپنی مماثلت کے ذکر میں ایک دفعہ فرمایا۔ کہ جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح مجھ سے پہلے سید احمدؒ صاحب بریلوی شہید ہوئے۔ د اس موقعہ پر حضور کے ارشاد پر بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے

حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب

کی حسب ذیل شہادت بیان کی۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مشابہتیں پہلے مسیح کے ساتھ بیان فرما رہے تھے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ بھی اسی طرح ہے۔ جس طرح روما کی سلطنت حضرت مسیح کے زمانہ میں تھی۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح ؑ سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح ؑ کی گواہی کے لئے بھیجا۔ وہ بھی شہید کئے گئے۔ مجھ سے پہلے حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی جو حضرت یحییٰؑ علیہ السلام نبی کے ہم شکل تھے۔ ان کو خدا نے میری گواہی کے لئے بھیجا۔ اور وہ بھی شہید کئے گئے۔ یہ بھی ایک مماثلت میری مسیح کے ساتھ ہے۔

پھر اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا۔ کہ سلسلہ کا پہلا نبی اور آخری نبی لوگوں کے ہاتھ سے بچایا جاتا ہے۔ درمیان میں اگر کوئی شہید بھی ہو جائے۔ تو سلسلہ کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا"۔

میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بارہا سنا ہے۔ کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے بطور ارہاص حضرت یحییٰ علیہ السلام آئے۔ اور وہ شہید کئے گئے۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہؐ میں مجھ سے پہلے حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی بطور ارہاص آئے اور وہ بھی شہید کئے گئے۔ یہ بھی میری حضرت مسیح ناصری سے ایک مماثلت ہے۔ د خطبہ درست کرتے ہوئے مجھے ایک اور روایت یاد آگئی ہے۔ جسے میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ

سب سے بدبخت دو آدمی ہوتے ہیں

ایک وہ جو نبی کو قتل کرے۔ اور دوسرا وہ جو نبی کے ہاتھ سے مارا جائے۔ اور اگر میرا حافظہ غلط نہیں کرتا۔ تو یہ بات بھی میں نے اسی کے ساتھ سنی ہے۔ کہ اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا۔ تا آپ کسی کی بدبختی کا موجب نہ ہوں۔ سوائے ایک موقعہ کے جب آپ نے صرف نیزہ چھوا دیا تھا۔ گو خدا نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ وہ شخص مر گیا۔ اس وقت تو میں صرف انہی

روائتوں پر اکتفاء

کرتا ہوں۔ ایک میں نے اپنی روائیت کا ذکر کیا ہے۔ ایک ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری کی روایت کا۔ ایک میر مہدی حسین صاحب کی روایت کا۔ اور ایک حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب کی روائیت کا۔ میرا مقصد ان روایات کے بیان کرنے سے یہ ہے۔ کہ نوجوان علماء کا خواہ وہ علم میں کتنے ہی بڑھ جائیں۔ ہرگز حق نہیں۔ کہ وہ ایسے وسائل کے بارہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچتے ہوں۔ انہیں بغیر ان لوگوں سے رائے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں ایک لمبا عرصہ رہے۔ کوئی رائے قائم کریں۔ اور اس پر لوگوں کو لانے کی کوشش کریں۔ ابھی ہمارا زمانہ ہے۔ اور ہم وہ ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے تمام باتیں سنیں پس یہ ہمارا حق ہے۔ کہ ہم جماعت احمدیہ کو یہ بتائیں۔ کہ وہ کونسے امور ہیں۔ جن پر انہیں اپنے عقائد کی بنیاد رکھنی چاہیئے۔ دوسروں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ہمارے تابع ہو کر چلیں۔ اور اگر کسی بات میں انہیں اختلاف ہو۔ تو اس کو اسی رنگ میں دور کرنے کی کوشش کریں۔ کہ صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جمع کیا جائے۔ اور ان سے دریافت کیا جائے۔ کہ انہوں نے فلاں مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سُنا ہے۔ تا کہ اگر آیت کے معنوں میں اختلاف ہو۔ تو صحابہ کی روایتوں سے فیصلہ کیا جائے۔ اور جہاں کتابوں میں کوئی مسئلہ نہ ملے۔ تو پھر صرف صحابہ کی روایات اور ان کے تاثرات کو دیکھا جائے۔ اور تحقیق کی جائے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس بارہ میں کیا سنا ہوا ہے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب نے اس مضمون میں ایسے حوالجات پر بنیاد رکھی ہے۔ جن میں صرف اصولی طور پر ان باتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے ان اصولی امور کو لے کر یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ حالانکہ اصولی باتوں سے نتیجہ اخذ کرنا کبھی درست نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ درست طریق ہو۔ تو پھر حدیث میں جو یہ آتا ہے۔ کہ لا صلوٰۃ الّا بفاتحۃ الکتاب۔ کہ کوئی نماز سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نہیں ہوتی۔ اس کے مطابق ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص رکوع میں آکر جماعت میں شامل ہو جائے۔ تو اسکی وہ رکعت نہ ہو۔ کیونکہ اس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی ہوگی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتوےٰ موجود ہے۔ کہ باجماعت نماز میں رکوع میں شامل ہونے والے کی رکعت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں لکھا ہے لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ (البقرہ ۴ ع ۳۴) کہ قیامت کے روز نہ کوئی بیع ہوگی۔ نہ دوستی کام آئے گی۔ اور نہ شفاعت ہوگی۔ حالانکہ قرآن کریم کے بعض اور مقامات میں اور احادیث میں بھی شفاعت کا ذکر آتا ہے۔ تو بعض دفعہ ایک بات عام قاعدہ کے رنگ میں بیان کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں۔ اور جب عام قاعدہ کے علاوہ کسی استثنےٰ کا بھی صراحتاً ذکر موجود ہو۔ تو پھر قیاس کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح تو پیغامی بھی استدلال کر لیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ۔ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اس آئت کے ہوتے ہوئے یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کوئی شخص بن باپ پیدا ہو سکے۔ ہم جب کہتے ہیں۔ کہ

حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے

تو وہ کہتے ہیں۔ دیکھو قرآن کریم میں صراحتاً یہ آیت موجود ہے۔ کہ ہم مرد اور عورت سے انسان کو پیدا کیا کرتے ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی بغیر باپ کے پیدا ہو جائے ہم اس کے جواب میں یہی کہا کرتے ہیں۔ کہ عام اصول تو یہی ہے۔ مگر جب خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح ؑ کا استثنےٰ بھی کر دیا ہے۔ اور اسی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بن باپ تسلیم کیا۔ تو وہ استثنےٰ اس عام کلیہ میں شامل کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم ہمیشہ کہتے ہیں۔ کہ ہر انسان کی دو آنکھیں اور دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ اب کوئی شخص کسی اندھے کو پکڑ کر ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دے۔ اور کہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اس کی تو دو آنکھیں نہیں۔ یا کسی لنجے کو پکڑ کر ہمارے سامنے لے آئے۔ اور کہے۔ تم کس طرح کہتے ہو ہر انسان کے دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ اس کے تو کوئی ہاتھ نہیں۔ تو ہم اسے یہی کہیں گے۔ کہ جب ہم نے یہ کہا تھا۔ کہ ہر انسان کی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ یا ہر انسان کے دو ہاتھ ہوتے ہیں۔ تو یہ فقرہ ہم نے اسی استثنےٰ کو تسلیم کر کے کہا تھا۔ تو اگر بعض مستثنیات ثابت ہوں۔ تو کلیہ ہمیشہ مستثنیٰ کے تابع ہوگا۔ نہ کہ مستثنےٰ کلیہ کے تابع ہوگا۔

یہی غلطی کھا کر پیغامیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ۔ ہم نے تم سب کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ جب ہر ایک کو مرد اور عورت سے پیدا کیا گیا ہے۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے کس طرح پیدا ہو گئے۔ ہم ان کو یہی جواب دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی استثنیٰ ثابت ہو جائے۔ تو پھر کلیہ اس مستثنےٰ کے تابع ہوگا۔ اور وہ کلیہ اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھے گا۔ بلکہ وہ کلیہ مستثنیات کے ساتھ ثابت ہوگا۔ اور اگر کوئی استثنیٰ نہ ہو۔ تو پھر بے شک کلیہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہے گا۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا نبی بعدی۔ اب یہ بالکل درست ہے۔ اور ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ہم غیر احمدیوں سے کہتے ہیں۔ تم یہ بھی تو دیکھو۔ کہ آیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی استثنےٰ بھی کیا ہے۔ یا نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے نبی کی آمد کا استثنیٰ کیا ہوا ہے۔ جو آپ کی شریعت کا تابع ہو۔ تو لا نبی بعدی سے مطلقاً ہر قسم کی نبوت کے بند ہونے کا استدلال کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ تو خالی کلیے کوئی چیز نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے ساتھ مستثنیات کو بھی دیکھا جاتا ہے اور اگر مستثنیات ثابت ہوں۔ تو پھر مستثنیات مقدم ہوں گے۔ اور کلیے موخر ہوں گے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کلیات دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔

ایک کلیہ سنت اللہ کا ہوتا ہے

اس میں اگر کوئی استثنےٰ سمجھا جائے۔ تو وہ کلیہ کے تابع کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ لا تبدیل لسنۃ اللہ۔ سنت اللہ میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ پس اگر سنت اللہ کا کسی اور بات سے اختلاف ہو جائے۔ تو ہم کہیں گے۔ استثنےٰ کے اور معنے کرو۔ اور سنت اللہ کو اپنی اصلی حالت پر قائم رہنے دو۔ کیونکہ سنت اللہ کبھی نہیں بدلتی۔ لیکن جہاں سنت اللہ نہ ہو۔ وہاں استثنےٰ مقدم ہوگا۔ اور کلیہ موخر۔ اب اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ سارے انسان دو آنکھیں رکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ یا سارے انسان دو ہاتھ رکھتے ہیں اور پھر کہتا ہے۔ کہ بعض اندھے بھی ہوتے ہیں۔ بعض لنجے بھی ہوتے ہیں۔ تو پہلے کلیہ کو استثنیٰ کے ساتھ ملا کر ہمیں پڑھنا پڑے گا۔ اور اگر ہم اس اصل کو مدنظر نہ رکھیں۔ تو لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کے ماتحت یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص رکوع میں آکر شامل ہو جائے۔ اور سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ تو اسکی رکعت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صریح فتویٰ موجود ہے۔ کہ اس شخص کی جو رکوع میں شامل ہو رکعت ہو جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا پہلے یہی عقیدہ تھا۔ کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر رکعت نہیں ہوتی۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ نے یہ سنا۔ کہ رکعت ہو جاتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب مَیں نے اپنی رائے بدل لی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اب میں اس حدیث کے یہ معنے لوں گا۔ کہ اگر شخص عمداً سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ یا نماز میں شامل نہیں ہوتا۔ اور اس انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ کہ امام رکوع میں گیا۔ تو میں شامل ہو جاؤں گا اسکی وہ رکعت نہیں ہوگی۔ مگر جو شخص اتفاق سے ایسے وقت پہنچتا ہے۔ جب کہ امام رکوع میں ہے۔ تو چونکہ اسکی نیت یہی تھی۔ کہ مَیں سورۂ فاتحہ پڑھوں۔ اسلئے جب وہ رکوع میں شامل ہو گیا۔ تو اسکی نیت اور مجبوری کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ وہ رکعت اس کے نام لکھ دیگا۔ اور وہ ایسا ہی سمجھا جائے گا۔ جیسے دوسرے جنہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ تو اگر کوئی کلیہ بیان ہو۔ اور دوسری جگہ بعض مستثنیات کا ذکر ہو۔ تو مستثنیات کو شامل کر کے اس کلیہ کو بیان کرنا پڑے گا۔ جیسے مَیں نے بتایا ہے۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ کہ قیامت کے دن نہ بیع ہو گی۔ نہ دوستی ہو گی۔ نہ شفاعت ہو گی۔ حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ کہ

شفاعت کا مسئلہ درست ہے

اور جاہل سے جاہل مسلمان بھی اس بات پر ایمان رکھتا ہے۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے شفیع ہوں گے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم بھی دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ کہ وہاں شفاعت تو ہوگی۔ مگر باذن اللہ ہوگی۔ اور حدیثوں میں تو نہایت تفصیل سے واقعۂ شفاعت کو بیان کیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ باقی انبیاء بھی اور ملائکہ بھی بلکہ مومن بھی شفاعت کریں گے۔ اور جب سب شفاعت کر کے فارغ ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے نبیوں نے بھی شفاعت کر کے اپنا حق لے لیا۔ میرے صدیقوں نے بھی شفاعت کر کے اپنا حق لے لیا۔ میرے شہیدوں نے بھی شفاعت کر کے اپنا حق لے لیا اور میرے نیک اور پاک بندوں نے بھی شفاعت کر کے اپنا حق لے لیا۔ اب صرف مَیں رہ گیا ہوں۔ آؤ مَیں بھی اپنے علم اور رحمت سے کام لوں۔ اور وہ اپنا ہاتھ ڈال کر دوزخ سے نکال لیگا اور اس کے نکالے ہوئے باقی سب کی شفاعت والے لوگوں سے کئی گُنے زیادہ ہوں گے۔ یہ بھی آتا ہے۔ کہ اس کا ذکر کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ دیکھو

اللہ تعالےٰ کی مٹھی کے بعد اور کیا رہ جائے گا

تو شفاعت جو اتنا یقینی اور قطعی مسئلہ ہے اس کے متعلق بھی قرآن کریم یہ فرماتا ہے۔ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ۔ کہ اس دن نہ کوئی بیع ہوگی۔ نہ دوستی ہو گی نہ شفاعت۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو رد کر دیگا۔ جو بغیر اذن کے کی جائے گی۔ مگر جو شفاعت باذن اللہ ہوگی اس کو وہ قبول کرے گا۔ کیونکہ اور مقامات پر اس کا ذکر آتا ہے۔ اسلئے جہاں انبیاء کا قتل ممکن ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اسے رد نہیں کرتیں۔ مگر جہاں وہ قتل ناممکن ہے۔ جیسے سلسلہ کے اول یا آخر نبی کا قتل۔ وہاں وہ تحریرات اسے رد کر دیں گی۔ بظاہر ہم دو ہی سلسلے سمجھتے ہیں۔ ایک سلسلۂ موسویہ اور ایک سلسلۂ محمدیہ۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء آچکے ہیں۔ تو ممکن ہے پچاس ساٹھ سو یا

دو سو مختلف سلسلے

چل کر ختم ہو چکے ہوں۔ اور چونکہ الٰہی سلسلہ کا پہلا اور پچھلا نبی قتل نہیں ہوتا۔ اسلئے دو سو یا چار سو انبیاء ایسے نکل آئیں گے۔ جو کسی صورت میں قتل نہیں ہو سکتے تھے۔ رہ گئے درمیانی انبیاء سو ان کے متعلق بھی یہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ جو درمیان میں نبی آئے۔ وہ ضرور قتل ہو۔ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ اگر درمیانی انبیاء میں سے کوئی قتل ہو جائے۔ تو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت ہے۔ کہ وہ شہید ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق بھی ثابت ہے۔ کہ وہ شہید ہوئے اسی طرح دوسری قوموں میں جو انبیاء آئے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض کے متعلق ان کی قومیں یہ تسلیم کرتی ہیں۔ کہ وہ قتل ہوئے ہیں ہندوؤں میں حضرت کرشن اور حضرت رام چندر جی یہ دو نبی ہوئے ہیں۔ مجھے اب صحیح طور پر یاد نہیں۔ مگر ان میں سے بھی ایک کے متعلق بعض لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ قتل ہوئے۔ حضرت زرتشت علیہ السلام کے متعلق بہت سے زرتشتی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ قتل ہوئے۔ اور یہ امر تاریخ سے بھی ثابت ہے۔ پھر اگر

سقراط کو اپنے وقت کا نبی سمجھا جائے

جیسا کہ اس کے دعووں میں الہامی رنگ نظر آتا ہے۔ تو وہ بھی قتل ہؤا ہے۔ سقراط نے اپنے زمانہ میں شرک کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اور اس نے ایسے ہی دعوے کئے تھے۔ جیسے نبی دعوے کیا کرتے ہیں۔ جب اسے کہا گیا۔ کہ ان دعووں کو چھوڑ دو۔ تو اس نے جواب دیا۔ اگر یہ عقلی بات ہوتی۔ تو مَیں اسے رد کر دیتا۔ مجھے تو آسمان سے خدا تعالےٰ کی یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ کہ بتوں میں کوئی طاقت نہیں۔ اور تو اس کے خلاف آواز اٹھا۔ اور تو ایک خدا کی پرستش کی لوگوں کو تعلیم دے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی کوئی نبی تھے بہر حال ایسے لوگ گزرے ہیں۔ جنہیں ان کی قوموں نے نبی یقین کیا۔ مگر تاریخیں کہتی ہیں۔ کہ وہ قتل ہوئے۔ حضرت زرتشت علیہ السلام کے متعلق تو یہ یقینی طور پر ثابت ہے۔ کہ وہ شہید ہوئے۔ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں جب ایران کا ملک فتح ہؤا۔ اور بہت سے ایرانی قید ہو کر آئے۔ تو اس وقت یہ سوال پیدا ہؤا۔ کہ ایرانیوں سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ کیا ان سے مشرکوں جیسا معاملہ کرنا چاہیئے۔ یا اہل کتاب جیسا۔ اس پر انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ ایرانیوں سے اہل کتاب جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجر کے مقام پر جنگ تبوک پر جاتے ہوئے بعض ایرانیوں سے ویسا ہی سلوک کیا تھا۔ جیسے اہل کتاب سے کیا جاتا ہے۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے

اہل کتاب جیسا سلوک

کیا۔ تو اس کا صاف یہ مطلب تھا۔ کہ آپ نے حضرت زرتشت علیہ السلام کو نبی تسلیم اور حضرت زرتشت علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت ہے۔ کہ ان کی وفات قتل سے ہوئی ہے۔

درحقیقت ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اگر یہ زور دیتے ہیں۔ کہ وہ قتل نہیں ہوئے۔ تو دو وجہ سے۔ اول یہ کہ وہ سلسلہ موسویہ کے آخری نبی تھے۔ اور اس وجہ سے قتل ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ دوسرے یہود یہ چاہتے تھے۔ کہ صلیب پر مار کر انہیں لعنتی ثابت کریں۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کوئی نبی لعنتی ثابت ہو۔ پس اس وجہ سے ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ ورنہ درمیانی انبیاء میں سے بعض قتل ہوئے ہیں۔ اور کسی نبی کا قتل ہونا ہرگز اس کے جھوٹے ہونے کی علامت نہیں ہو سکتی۔

مولوی ابو العطاء صاحب کے تمام حوالے قریبًا ایسے ہی ہیں۔ جن میں اصولی رنگ میں بات بیان کی گئی ہے۔ صرف ایک حوالہ ایسا ہے۔ جس میں "اور" کا لفظ آتا ہے۔ اور اس سے شبہ پڑ سکتا ہے۔ کہ شاید حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ مگر جب قطعی اور یقینی حوالے ایسے موجود ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ تو ہمیں اس حوالہ کو ان کے تابع کرنا پڑے گا۔ اور سمجھنا پڑے گا۔ کہ ممکن ہے۔ اور کتابت کی غلطی سے لکھا گیا ہو۔ یا یہ کہ اس کا کوئی ایسا مطلب ہو۔ جو ہم نہیں سمجھے (مَیں نے ابھی اصل کتاب نکال کر حوالہ نہیں دیکھا۔ ممکن ہے۔ اس کے دیکھنے سے مطلب حل ہو جائے) آخر کتابوں میں اور اخباروں میں

کتابت کی بیسیوں غلطیاں

ہوتی ہیں۔ اگر چند غلطیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں بھی ہو گئی ہوں۔ تو ان سے قطعی اور یقینی حوالوں کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے۔ مَیں نے تو دیکھا ہے۔ خطبہ جمعہ مَیں آپ درست کرتا ہوں۔ مگر جب اخبار میں چھپ کر آتا ہے۔ تو کتابت کی بیسیوں غلطیاں اس میں ہوتی ہیں۔ ایک دو غلطیاں تو ہمیشہ ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ بیس بیس غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ شاید اخبار والے خطبہ پڑھتے نہیں۔ کہ باوجود میری اصلاح کے ان کے کاتب اس قدر غلطیاں کر جاتے ہیں۔ یا پڑھتے تو ہیں۔ مگر غلطیاں درست نہیں کی جاتیں۔ بہر حال کتابت کی کئی غلطیاں میرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبات میں بھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ وہ میری نظر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر میں بھی کتابت کی غلطی ہو گئی ہو۔ کیونکہ جب دوسرے یقینی اور قطعی حوالے ہمارے پاس موجود ہیں۔ تو ہم اس ایک کی وجہ سے ان تمام حوالوں کو رد نہیں کر سکتے۔ بہرصورت جو حوالہ نہ سمجھ میں آئے۔ اسے اکثریت کے تابع کرنا ہوگا۔

پھر صرف حوالوں کا سوال نہیں۔ بلکہ ہم نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے سُنا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار۔ اور اب یہ بات ہمارے اس قدر ذہن نشین ہو چکی ہے۔ کہ کسی صورت میں نہیں نکل سکتی۔ اگر ہم اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات کے خلاف چلنے لگیں۔ تو اور مسائل میں بھی

تفسیر بالرائے کا غلبہ

ہو جائیگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا کام مخفی ہو جائے گا۔

کوئی ایک دفعہ کی بات ہو۔ تو شُبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بات تو ہم مسلسل اور متواتر سنتے رہے ہیں۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ اگر اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات کو ہم اپنی قوتِ استدلال سے رد کرنے لگ گئے۔ تو پھر احمدیت کا کیا باقی رہے گا۔

پس میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس امر کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلا دوں۔ اصل مضمون کے متعلق بھی میں انشاء اللہ روشنی ڈالوں گا۔ فی الحال میں نے ایک تو اپنی گواہی پیش کر دی ہے۔ دوسری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کی گواہیاں پیش کی ہیں۔ ان تحریروں اور شہادتوں کے بعد کسی کا اپنے قیاس سے باتیں کرنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ اور میرے نزدیک "الفضل" والوں نے قطعاً فرض شناسی سے کام نہیں لیا۔ ان کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس مضمون کو رد کر دیتے۔ یا کم سے کم نظارت دعوۃ و تبلیغ کے پیش کرتے۔ یا میرے پاس بھجوا دیتے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

قطعی اور یقینی حوالے

انہی کے اخبار میں شائع ہو چکے تھے۔ تو اس کے بعد کسی مخالف مضمون کے درج کرنے کے معنے ہی کیا تھے۔ بے شک مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون میں بھی بعض حوالے ہیں۔ مگر وہ سب قیاسات اور استدلالات ہیں۔ لیکن مولوی محمد اسماعیل صاحب کے مضمون میں اس کے متعلق نصوص درج تھیں۔ اور نصوص بینہ کے شائع ہو جانے کے بعد ہرگز الفضل کا حق نہ تھا۔ کہ بغیر مشورہ کے اس مضمون کو شائع کرتا۔ اور ادارۂ الفضل کو چاہیئے تھا۔ کہ ایسا مضمون میرے سامنے پیش کرتا۔ اور اگر میرے سامنے انہوں نے پیش نہیں کیا تھا۔ تو خود ہی رد کر دیتے۔ مگر انہوں نے قطعاً فرض شناسی سے کام نہیں لیا۔

پس میں اس موقعہ پر یہ امر واضح کر دیتا ہوں کہ صحابہ رضؓ کی موجودگی میں نئے علماء کو یہ ہرگز کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اپنی طرف سے استنباط اور اجتہاد کریں۔ اگر دنیا نے اپنے استنباط اور اجتہاد سے یہ کام لینا تھا۔ تو کسی نبی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ہمارا حق ہے۔ کہ اگر کوئی اختلاف ہو۔ تو ہم اسکو نپٹائیں۔ اور صحیح طریق جماعت کے سامنے پیش کریں۔ اور نئے علماء کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ جب کوئی اختلافی مسئلہ سامنے آ جائے۔ تو وہ اسے

مجلس صحابہ رضؓ

کے سامنے پیش کریں۔ بے شک وہ خود اس امر کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہ صحابہ رضؓ کی ایک مجلس قائم کریں۔ مگر وہ سلسلہ کی وساطت سے ایسا کر سکتے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اختلافی مسئلہ میرے سامنے رکھیں۔ اگر میں اس کے متعلق ضرورت سمجھوں گا۔ تو خود بخود صحابہ کو جمع کر لوں گا۔ اور اس طرح جو بات طے ہوگی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے عین مطابق ہوگی۔ اگر ہم یہ طریق اختیار کریں۔ تو آئندہ کے لئے بالکل امن ہو جائے گا۔ اور کوئی ایسا اختلاف پیدا نہیں ہوگا۔ جو جماعت کی گمراہی کا موجب ہو۔ لیکن اگر ہر شخص اپنے طور پر ایسے مسائل پر رائے زنی کرنا شروع کر دے۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کھلے حوالے موجود ہوں۔ اور ایسا استدلال پیش کرے۔ جو ان کو رد کرتا ہو۔ تو آئندہ نسلوں کے لئے بڑی مشکل پیش آئے گی۔ اور وہ حیران ہونگی۔ کہ ہم کونسا مسلک اختیار کریں۔ لیکن اگر نئے مسائل یا اختلافی مسائل ہمارے سامنے پیش کئے جائیں۔ اور ہم اس بارہ میں اپنا فیصلہ نافذ کریں۔ تو اگلے لوگ بہت سی گمراہیوں سے بچ جائینگے۔ کیونکہ ان کے سامنے وہ فیصلے ہوں گے۔ جو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متفقہ ہوں گے۔ یا ایسے فیصلے ہوں گے۔ جن پر صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثریت کا اتفاق ہوگا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے کوئی مسئلہ صاف ہو جائے۔ تو پھر صحابہ کے فیصلوں کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر کتابوں میں کوئی بات وضاحت سے نہ ملے۔ یا اختلاف ہو جائے۔ تو پھر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی روایات

اور ان کے ان تاثرات کو دیکھنا پڑیگا۔ جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے رکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اور جو سنّت کے قائم مقام ہیں۔ روایات میں ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعض دفعہ الفاظ یاد نہیں رہتے۔ مثلاً مجھے یہ تو یاد ہے۔ کہ میں نے قرآن کریم کی یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے رکھی۔ کہ سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیّا۔ اور میں نے کہا۔ کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ مگر آپ نے ان معنوں کو غلط قرار دیا۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ مگر مجھے دلیل جو آپ نے بتائی۔ یاد نہیں رہی۔

دوسری روایت مجھے یہ یاد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ سلسلہ کا صرف پہلا اور پچھلا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ درمیانی انبیاء میں سے اگر کوئی قتل ہو جائے۔ تو اس سے اس سلسلہ کی صداقت مشتبہ نہیں ہو سکتی۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ سلسلہ موسویہ کی سلسلہ محمدیہ سے ایک مشابہت یہ بھی ہے۔ کہ جس طرح سلسلہ موسویہ کے آخر میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئے۔ اور ان سے پہلے بطور ارہاص حضرت یحییٰ ؑ آئے۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ کے آخر میں میں آیا۔ اور مجھ سے پہلے بطور ارہاص حضرت سید احمد صاحب بریلوی آئے اور یہ کہ جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام جو حضرت مسیح ؑ سے پہلے آئے شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح سید احمد صاحب بریلوی جو مجھ سے پہلے آئے تھے۔ شہید ہوئے۔ اور یہ دو روایتیں مجھے یقینی طور پر یاد ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے بتلایا ہے۔ میری طبیعت پر اس زمانہ سے یہ اثر چلا آتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ اور یہ اثر اتنا پختہ ہے۔ کہ اب کسی کی زبان سے یہ سُننا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ ایسا ہی قابل تعجب ہے۔ جیسے کوئی کہہ دے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ موجود تھا۔ یہ میرا اثر کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت ہی زبردست ہے۔ کیونکہ میں نے قرآن اس استاد سے پڑھا ہے۔ جس کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ انبیاء قتل نہیں ہو سکتے۔

پس اگر یہ مجھ پر اثر نہ ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ تو لازماً میں بھی اسی بات کا قائل ہوتا۔ کہ کوئی نبی قتل نہیں ہؤا۔ کیونکہ مجھے حضرت خلیفہ اول رضؓ جیسا استاد ملا تھا۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ ایسے

ماہر قرآن

کی طرف سے جو سبق ملے۔ وہ طبیعت سے نہیں اتر سکتا۔ مگر باوجود اس کے وہ کونسی چیز تھی۔ جس نے مجھے اس عقیدہ کا قائل نہ ہونے دیا۔ وہ یہی چیز تھی۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ آپ اس امر کے قائل ہیں۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو اگر ہمیں ایک اشارہ بھی نظر آ جاتا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی سَو دلیلیں بھی ہمارے لئے بیکار ہو جاتی تھیں۔ بلکہ سَو کیا۔ ہم کہا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ اگر دس ہزار دلیلیں بھی کیوں نہ دیتے چلے جائیں۔ ہمیں پروا نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب ہمیں ایک ارشاد مل گیا۔ تو اب ہمارا عقیدہ تو وہی ہوگا۔ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کم پڑھی تھیں۔ اور مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے پاس بعض کتب کے پروف پڑھنے کے لئے بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا۔ حضور مولوی صاحب تو یہ کام اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ میر مہدی حسین صاحب یہ کام خوب کرتے ہیں۔ ان کا دیکھنا کافی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہم تو اس لئے بھجواتے ہیں۔ کہ

مولوی صاحب کو فرصت کم ہوتی ہے

کتاب پڑھنی مشکل ہوتی ہے۔ آپ اسی طرح ہماری تحریرات سے واقف ہوتے جائیں گے۔ اور اس وجہ سے بعض دفعہ پرانی تحقیق کو آپ پیش کر دیا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ آپ اجتہاد سے کام لے کر ایک فلسفیانہ رنگ اختیار کر لیتے تھے۔ مثلاً آپ نے ایک دفعہ ایک شخص کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صریح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتوٰے موجود ہے۔ کہ کسی مکفر مکذب یا مترددکے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کی یہ بھی عادت تھی۔ کہ آپ اپنی اجازت کی تشریح بھی کر دیا کرتے۔ چنانچہ اس اجازت کے بعد اس شخص کا بھائی بھی آیا۔ کہ مجھے بھی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اس وقت میں آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر اسے فرمایا۔ تمہارے بھائی کو تو ہم نے اسلیئے اجازت دی تھی۔ کہ وہ نماز پڑھتا ہی نہیں تھا۔ تو چلو اس اجازت کے ماتحت کم از کم اسے نماز پڑھنے کی عادت تو ہو جائے گی۔ مگر ہم تمہیں اسکی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر اجازت لینا چاہتے ہو۔ تو تم پہلے اپنے بھائی کی طرح بن جاؤ۔ پھر ہم تمہیں بھی اجازت دے دیں گے تو یہ ایک

حکیمانہ رنگ

تھا۔ اسے فتوٰے نہیں کہا جاسکتا۔

میں نے ابھی مولوی ابوالعطاء صاحب کے پیش کردہ تمام حوالوں کو نہیں دیکھا۔ مگر انہوں نے جو میرا حوالہ پیش کیا ہے۔ اس میں چونکہ غلطی رہ گئی ہے۔ ممکن ہے۔ ان کے دیکھنے سے مضمون زیادہ کھل جاتا۔ میں نے آج اس بارہ میں کئی اور صحابہ سے بھی پوچھا ہے۔ کہ انہیں اس مسئلہ کے متعلق کیا یاد ہے میاں بشیر احمدؐ صاحب نے یہ جواب دیا۔ کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی روایت تو یاد نہیں۔ مگر اتنا یقینی طور پر یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہمارا یہی عقیدہ ہوا کرتا تھا۔ کہ بعض انبیاء قتل بھی ہوئے ہیں۔ مگر یہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے ایسا سنا ہو۔ میر محمدؐ اسحاق صاحب نے بھی یہی جواب دیا۔ کہ مجھے کوئی حوالہ تو یاد نہیں۔ مگر یہ یاد ہے۔ کہ ہمارا عقیدہ یہی ہوا کرتا تھا۔ کہ بعض انبیاء قتل بھی ہوئے ہیں۔ پھر میں نے اپنی شہادت پیش کی ہے۔ اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب۔ میر مہدی حسین صاحب اور حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب کی گواہیوں سے بھی یہی ثابت ہے۔ (خطبہ کے بعد اور شہادات بھی ملی ہیں۔ جو الگ شائع کی جارہی ہیں) بعض اور صحابہ کو بھی میں نے خطوط لکھوائے ہوئے ہیں۔ اور میرا منشاء ہے۔ کہ اس مسئلہ کے متعلق صحابہ رض کی روایتوں اور ان کے تاثرات کو جمع کر دوں۔ کیونکہ صحابہ رض مرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم نے جلدی توجہ نہ کی۔ تو بعد میں کسی قیمت پر بھی ان باتوں کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ مگر بہرحال جب تک ہم لوگ زندہ ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے۔ کہ ہم ان مضامین کے متعلق اس علم کو پیش کریں۔ جو ہم نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ اور نئے علماء کا خواہ وہ علم میں ہم سے ہزاروں گُنے زیادہ ہوں۔ یہ حق نہیں۔ کہ وہ اس حصہ میں اپنے علم کو پیش کریں۔ ان تمام باتوں میں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہو۔ ہمارا حق اور ہمارا کام ہے۔ کہ ہم جماعت کی راہبری کریں۔ اور دنیا کا کوئی شخص ہمارے اس مقام کو ہم سے چھین نہیں سکتا۔ اور اگر کوئی شخص یہ حق صحابہؓ مسیح موعود علیہ السلام سے چھینے گا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

صداقت ہمارے پاس ہے

اور ہمارے کانوں میں ابھی تک وہ آوازیں گونج رہی ہیں۔ جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے براہِ راست سُنیں۔ میں چھوٹا تھا۔ مگر میرا مشغلہ یہی تھا۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھا رہتا۔ اور آپ کی باتیں سُنتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتابیں اب بھی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے پڑھی ہوں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے براہِ راست ہم نے اسقدر مسائل سُنے ہوئے ہیں۔ کہ جب آپ کی کتابوں کو پڑھا جاتا ہے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمام باتیں ہم نے پہلے سُنی ہوئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی۔ کہ آپ دن کو جو کچھ لکھتے۔ دن اور شام کی مجلس میں آکر بیان کر دیتے۔ اسلیئے آپ کی تمام کتابیں ہم کو حفظ ہیں۔ اور ہم ان مطالب کو خوب سمجھتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء اور آپ کی تعلیم کے مطابق ہوں۔ بیشک بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو صرف اشارہ کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ تفصیلات کا ان میں ذکر نہیں۔ اور ان باتوں کے متعلق ہمیں ان دوسرے لوگوں سے پوچھنا پڑتا ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صُحبت اُٹھائی ہے۔ اور اگر ان سے بھی کسی بات کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ تو پھر ہم قیاس کرتے۔ اور اس علم سے کام لیتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں بخشا ہے۔ مگر باوجود اسکے میرا اپنا طریق یہی ہے۔ کہ اگر مجھے کسی بات کے متعلق یہ معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی تحریر اس کے خلاف ہے۔ تو میں فوراً اپنی بات کو رد کر دیتا ہوں۔ اسی مسجد میں ۲۲ء یا ۲۸ء کے درس القرآن کے موقع پر میں نے

عرش کے متعلق ایک نوٹ

دوستوں کو لکھوایا۔ جو اچھا خاصہ لمبا تھا۔ مگر جب میں وہ تمام نوٹ لکھوا چکا۔ تو شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی یا حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ نکال کر میرے سامنے پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ آپ نے تو یوں لکھوایا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ میں نے اس حوالہ کو دیکھ کر اسی وقت دوستوں سے کہہ دیا۔ کہ میں نے عرش کے متعلق آپ لوگوں کو جو کچھ لکھوایا ہے۔ وہ غلط ہے۔ اور اسے اپنی کاپیوں میں سے کاٹ ڈالیں۔ چنانچہ جو لوگ اس وقت میرے درس میں شامل تھے۔ وہ گواہی دے سکتے ہیں۔ اور اگر ان کے پاس اس وقت کی کاپیاں موجود ہوں تو وہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ میں نے عرش کے متعلق نوٹ لکھوا کر بعد میں جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اسے کاپیوں سے کٹوا دیا۔ اور کہا۔ کہ ان اوراق کو پھاڑ ڈالو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے خلاف لکھا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مقابلہ میں بھی ہم اپنی رائے پر اڑے رہیں۔ اور کہیں۔ کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں۔ وہی صحیح ہے۔ اور اپنے

نفس کی عزت

کا خیال رکھیں۔ تو اس طرح تو دین اور ایمان کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔

پس یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم عدل ہیں۔ اور آپ کے فیصلوں کے خلاف ایک لفظ کہنا بھی کسی صورت میں جائز نہیں۔ ہم آپ کے بتائے ہوئے معارف کو قائم رکھتے ہوئے قرآن کریم کی آیات کے دوسرے معانی کر سکتے ہیں۔ مگر اسی صورت میں کہ ان میں اور ہمارے معانی میں تناقض نہ ہو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ ہمارے لیئے نئے معانی کرنے ناجائز ہیں۔ بے شک تم قرآن کریم کے معارف بیان کرو۔ اور ایک ایک آیت کے ہزاروں نہیں لاکھوں معارف بیان کرو۔ یہ سب تمہارے لیئے جائز ہوگا۔ اور ہمارے لئے خوشی کا موجب۔ بلکہ اگر تم قرآن کریم کی ایک ایک آیت کی تشو تشو جزو کی تفسیر بھی بنا ڈالو۔ تو اگر وہ قابل قدر ہوگی۔ ہمارے دل اس پر فخر محسوس کریں گے۔ کیونکہ ہر باپ چاہتا ہے۔ کہ اس کا بیٹا اس سے بڑھ کر عالم ہو۔ مگر یہ اسی صورت میں ہوگا۔ کہ تمہارا کوئی استدلال اور تمہارا کوئی نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تعلیم کے خلاف نہ ہو۔ اور اگر تم کسی آیت کے کوئی ایسے معنے کرتے ہو جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رد کیا ہے۔ تو وہ معنے رد کیئے جائیں گے لیکن آپ کی تعلیم کو برقرار رکھتے ہوئے اگر تم بعض زائد مطالب قرآنی آیات کے بیان کر دیتے ہو۔ تو وہ مسیح موعودؑ کا طفیل ہوگا۔ اور آپ کی خوشہ چینی اور آپ کی متابعت کی برکت ہوگی۔ جیسا کہ ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اور آپ کی برکت سے ہے۔ آخر اللہ تعالےٰ کے انبیاء جو آتے ہیں۔ وہ کتاب اللہ کی ساری تفسیر خود تو نہیں کر جاتے. وہ اپنے ماننے والوں کے اندر ایسا ملکہ پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ جس سے فائدہ اٹھاتے اور اسے ترقی دیتے ہوئے وہ

نئی سے نئی تفسیریں

کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بھی بہت کم قرآنی آیات ہیں۔ جن کی آپ نے تفسیر کی ہے۔ اور جن آیات کی آپ نے تفسیر فرمائی بھی ہے۔ ان میں سے بھی چند آیات ہی ایسی ہیں۔ جن کے ایک سے زیادہ معارف آپ نے بیان کئے ہیں۔ ورنہ عام طور پر ایک آیت کے ایک معنے ہی آپ نے کئے ہیں۔ اب اگر ہم کسی آیت کے پانچ یا سات یا دس معنے بھی کر دیتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نعوذ باللہ بڑھ گئے یا آپ کے معانی کو ہم نے رد کر دیا۔ کیونکہ ہم جو کچھ بیان کریں گے۔ آپ سے فیض حاصل کر کے کریں گے۔ اور ہم جس قدر معارف لوگوں پر ظاہر کریں گے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے طفیل کریں گے۔ پس چونکہ ہمارے معانی آپ کی شان کو بلند کرنے والے ہوں گے۔ اور وہ اس صداقت کا ایک زندہ نشان ہوں گے۔ جو آپ نے ہمارے سامنے رکھی۔ کہ

قرآن کریم غیر محدود معارف کا خزانہ ہے

اس لیئے ان کے بیان کرنے میں نہ صرف کوئی حرج

نہیں۔ بلکہ ان کے بیان کرنے سے اسلام اور احمدیت کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ معنوں کے خلاف قرآن کریم کی کسی آیت کے کوئی اور معنے کرے۔ تو ہم وہ معنے اسے نہیں کرنے دیں گے۔ بے شک بعض دفعہ انسان بجائے اپنا عقیدہ یا اپنا مذہب بیان کرنے کے دوسروں کے عقیدہ کو بھی اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے۔ مگر اس وقت وہ اس سے اپنی صداقت کا استدلال نہیں کرتا۔ مگر یہاں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زور دیتے اور فرماتے ہیں۔ کہ میری حضرت مسیحؑ سے ایک مشابہت یہ بھی ہے۔ کہ ان سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام بطور ارہاص آئے۔ جو شہید ہوئے۔ اور مجھ سے پہلے حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی بطور ارہاص آئے۔ جو شہید ہوئے۔ اس روایت کا ایک تو میں گواہ ہوں۔ ایک ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب گواہ ہیں۔ اور ایک حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب گواہ ہیں۔ اور ہم تینوں کی یہ گواہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا۔ کہ سلسلہ محمدیہؐ کی سلسلہ موسویہ سے ایک مشابہت یہ بھی ہے۔ کہ جس طرح وہاں حضرت یحییٰؑ شہید ہوئے۔ اسی طرح یہاں سید احمدؒ صاحب بریلوی شہید ہوئے۔ اب اس دلیل کو خطابیات میں کس طرح شمار کیا جا سکتا ہے۔ خطابیات کے لئے تو زبردست قرائن اور وجوہ چاہئیں۔ اور اگر وہ قرائن اور وجوہ نہ پائے جائیں۔ تو اسے خطابیات بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ شاید عام لوگ

خطابیات کے معنے

نہ سمجھتے ہوں۔ اس لئے میں انہیں سمجھانے کے لئے بتا دیتا ہوں۔ کہ خطابیات اسے کہا جاتا ہے۔ کہ کسی دوسری قوم کے عقیدہ کو نقل کر لیا جائے۔ اور کہا جائے۔ کہ چونکہ تم فلاں بات اس طرح مانتے ہو۔ اسلئے تم پر یہ حجت ہے۔ اب اس تعریف کے ماتحت خود ہی غور کرو۔ کہ یہ بات خطابیات میں کس طرح شمار کی جا سکتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ جس طرح حضرت یحییٰؑ شہید ہوئے۔ جو حضرت مسیح سے پہلے ان کی خبر دینے کے لئے آئے۔ اسی طرح حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی شہید کئے گئے۔ جو مجھ سے پہلے آپ کی بعثت کی خبر دینے کے لئے آئے۔ اب اگر یہ بات خطابیات میں سے ہے۔ تو یہ کس پر حجت ہو سکتی ہے۔ کیا غیر احمدی حضرت سید احمدؒ صاحب بریلوی کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مثیل مانتے ہیں؟ جو بات خطابیات میں سے ہو۔ وہ تو وہ دلیل ہؤا کرتی ہے۔ جو غیر قوموں کے لئے حجت ہو۔ مثلاً اگر ہم کہیں۔ کہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ تو یہ امر عیسائیوں پر تو حجت ہو سکتا ہے۔ مگر ایک مسلمان پر کس طرح حجت ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ انجیل کو الہامی کتاب مانتا ہی نہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو لو۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے شراب پی۔ اب اس بناء پر ہم عیسائیوں کو تو ملزم کر سکتے ہیں۔ مگر کیا ہم مسلمانوں کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اے مسلمانو! حضرت مسیحؑ نے شراب پی تھی۔ اور جب ہم پر اعتراض ہو۔ تو ہم کہدیں۔ یہ خطابیات میں سے تھا۔ جب ہم مسلمانوں کے سامنے مسیحؑ کے ایسے واقعات پیش کریں گے۔ جن کو وہ نہیں مانتے۔ تو وہ خطابیات نہیں کہلائیں گے بلکہ ایسے حقائق کہلائیں گے۔ جن کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ غرض خطابیات وہی باتیں ہوتی ہیں۔ جہاں ایسے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہو۔ جن پر ان باتوں کی وجہ سے اتمام حجت ہو سکتا ہو۔ مگر جب اپنی جماعت کے سامنے کسی بات کا ذکر ہو رہا ہو۔ اور دوسری کسی قوم پر وہ بات حجت بھی نہ ہو۔ تو اسے خطابیات میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

خطابیہ کے معنے اپنے مخاطب کے عقیدہ کے بیان کو اس پر حجت کرنے کی غرض سے بیان کرنے کے ہیں۔ مگر اپنی جماعت کو چپ کرانا تو مدنظر نہیں ہوتا۔ اپنی جماعت کو تو ہدایت دینا مدنظر ہوتا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ہم کوئی دلیل دیکر ایک عیسائی کو چپ کرا دیں۔ یا ایک یہودی کو چپ کرا دیں۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ انجیل کا حوالہ دے کر اپنی جماعت سے کوئی بات منوانے اور اسے چپ کرانے کی کوشش کریں۔ غرض اگر ہم غیروں کی کتب سے کوئی ایسا استدلال کریں گے۔ جس سے ہم ان پر حجت نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی قوم یا اس قوم کے سوا دوسری کسی اور قوم کو کوئی علم دیتے ہیں۔ تو ہمارا ایسا استدلال خطابیات میں شمار نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وہ استدلال جس کتاب سے کیا گیا ہے۔ دلیل بھی اسی کے ماننے والوں کے خلاف ہے۔ تو پھر قرائن اگر موجود ہوں۔ تو وہ خطابیات میں سے کہلا سکتا ہے۔

(الفضل)

تحریک جدید کی مختصر تبلیغی رپورٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاقہ جاوا

سید شاہ محمدؐ صاحب مبلغ پورووکرتو (علاقہ جاوا) اپنی چٹھی مورخہ $\frac{8}{38}$ ۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۲ اگست کو ایک گاؤں "پوروو ساری" میں گیا۔ جو کہ یہاں سے تین چار میل کے فاصلے پر ہے۔ اور وہاں ایک صاحب (وانگ سارانو) Wangsarano سے ملاقات ہوئی۔ دیر تک انہیں تبلیغ کرتا رہا۔ اور بالآخر قرآن مجید کی بعض دعائیں انہیں پڑھنے کی تاکید کی۔ تا راہِ راست کی ہدایت ملے۔ حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں بھی ان کی ہدایت کے لئے دعا کرنے کی درخواست لکھی۔ اور خود بھی ان صاحب کی ہدایت کے لئے دعاؤں میں لگ گیا۔ ۲۸ اگست وانگ سارانو صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میری بیعت قبول کر لو۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے دلائل سنکر قائل ہو گیا ہوں۔ ان سے کہا گیا۔ کہ ابھی ایک اور ہفتہ توقف کریں۔ خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں جاری رکھیں۔ اور مسائل پر غور فرماتے رہیں۔ ہفتہ بھر تک ایسا کرنے کے بعد اگر آپ سمجھیں۔ کہ اب آپ کو دغدغہ نہیں رہا تو پھر بیعت کریں۔ یہ صاحب ملائی زبان بالکل نہیں جانتے۔ اور مولوی صاحب جاوی زبان نہیں جانتے۔ ان کے سینے کا حق کے لئے اس قدر جلد کھل جانا حضرت امیر المؤمنین کی دعاؤں کی برکت سے ہے۔

مارتو پادیرو صاحب نے اپنا مکان تبلیغی مرکز کے مقاصد کے لئے پیش کر دیا ہے۔ مکان کے باہر کچھ سفید زمین ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ اسے بھی چار دیواری کے اندر شامل کر لیا جاوے۔ اور وہاں نماز کے لئے خاص چبوترہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ان کی لڑکی سید صاحب سے قرآن مجید پڑھتی ہے۔ اس نے اپنے بھائی کی معرفت اس بات کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ کہ مجھے عیسائیت اور دہریت کے رد کے دلائل بھی سکھلائے جاویں۔ تاکہ میں عورتوں میں تبلیغ کر سکوں۔ بچپن کی عمر میں یہ تبلیغی جوش مبارکباد کے لائق ہے۔

ماسٹر سوزوسو صاحب جن کے مکان پر سید صاحب ہفتے میں ایک دفعہ درس دیا کرتے ہیں۔ پورووکرتو کے گورنمنٹ ہائی سکول کے سیکنڈ ماسٹر ہیں۔ ان کی شادی ہوئے ۱۲ سال ہو گئے ہیں۔ لیکن سوائے ایک لڑکی کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ احمدی احباب سے گذارش ہے۔ کہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد نرینہ عطا فرماوے۔ تا ان کے لئے یہ ایک رحمت کا نشان اور ہدایت کا موجب ہو۔ آمین

ہانگ کانگ (چین)

شیخ عبد الواحد صاحب مبلغ ہانگ کانگ نے برائے ہفتہ مختتمہ $\frac{8}{38}$ ۳۱ کو جو تبلیغی رپورٹ بھیجی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

ایک احمدی نوجوان نے ماہ فروری میں اپنے ہندوستانی افسر پولیس کے خوف سے اپنی احمدیت کو چھپایا۔ اور انکار کر دیا تھا۔ اب اس نے توبہ اور ندامت کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ میرے منہ سے جو بے جا لفظ نکل گیا تھا۔ اس پر میں سخت نادم ہوں۔ میرے لئے دعا کریں۔ اور میری بیعت کا دوبارہ خط لکھیں۔

محمدؐ اصغر صاحب جو ایک غیر احمدی نوجوان ہیں۔ اور جن سے اکثر انگریزی زبان میں گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ ان کو کتاب احمدیت مطالعہ کے لئے دی گئی تھی۔ وہ مطالعہ کر کے واپس لائے اور کہنے لگے۔ کہ میں نے عیسائیت کی فلاسفی کی کتب اور کتب فلسفہ بہت پڑھی ہیں۔ لیکن اس کتاب کی شان کو ان میں سے کوئی کتاب نہیں پاتی۔ تمام بنیادی اصولوں کو واضح کر دیا ہے۔ اور تمام سوالات کمال خوبی اور وضاحت سے حل کئے ہیں۔

روم (اٹلی)

ملک محمدؐ شریف صاحب مبلغ مجاہد روم (اٹلی) مندرجہ ذیل چٹھی مورخہ $\frac{8}{38}$ ۲۹ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں:۔

میرے نہایت ہی پیارے آقا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
Valentini Maria ایک ۲۵ سالہ

اٹالین تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ جو میرے ایک مصری دوست محمد شرف الدین سلیمان کی معرفت مجھ سے ملے اور اسلام سے پہلے بھی خاص محبت رکھتے تھے۔ مگر کسی نے انہیں اسلام کی خوبیاں سمجھائی نہ تھیں چند دن میرے مکان پر آتے رہے۔ اور مولوی محمد الدین صاحب فاضل سے بعض مسائل میری ترجمانی سے سمجھتے رہے۔ اور کچھ مسائل میں نے اپنے طور پر سمجھائے۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے دین حق قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ سو آپ کا اٹالین زبان میں ایک خط اور اس کا ترجمہ اردو میں حضور کے ملاحظہ کے لئے ارسال ہے۔ حضور بیعت منظور فرماویں۔ اور آپ کی استقامت اور ترقی اخلاص کے لئے دعا فرماویں۔ آپ کا اسلامی نام "ادریس ماریو" تجویز ہوا ہے۔ وہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ حضور اس کو منظور فرماویں یا اس کے علاوہ حضور اپنے حسب منشاء کوئی اور نام عطا فرماویں۔ آپ کے والد صاحب اور والدہ زندہ ہیں۔ والد صاحب Communication کی وزارت میں اچھے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ اور یہ خود ایک انسٹیٹیوٹ میں بطور کلرک ملازم ہیں۔ آپ کی ایک ہمشیرہ استانی ہے۔ اپنی ملکیت کا ایک مکان ان کے والد صاحب کا ہے۔ اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ حضور سے درخواست دعا ہے۔ تا پاک اثر دعاؤں سے خدا تعالےٰ پاک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

حضور کا ادنیٰ ترین خادم خاکسار محمد شریف ملک از روم

اس کے آگے اس خط کا جو اٹالین زبان میں ہے۔ اردو ترجمہ مرسلہ ملک صاحب نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ترجمہ خط ادریس والنٹینی احمدی از روما

روم
۳۸-۸-۲۷

بحضور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی قادیان۔ انڈیا۔

السلام علیکم۔

کئی سالوں سے میں ایک نور کی تلاش میں تھا۔ ایک ایسے رستہ کی تلاش میں جو مجھے منور کر سکے۔ اور میرے خالق حقیقی تک میری رسائی کر دے۔ رومن کیتھولک گروہ کے بے ربط اور پر تناقض عقائد اور رسومات میری اس دل کی گہرائیوں کی خواہش کو پورا کرتے نظر نہ آتے۔ اللہ تعالےٰ کی خاص عنایت اور مہربانی سے میری زندگی میں وہ گھڑی بھی آگئی کہ میں اس راہ کو پا لوں۔ مجھے اسلام کے عقائد سمجھنے کا موقعہ مل گیا۔ یعنی طاقت نظام۔ عدل اور صداقت کے لحاظ سے میں نے اسلام کو ہی خدا کا سچا مذہب اور آسان ترین راستہ پایا۔ اسلام کے بے مثل اور سچے عقائد اور اسلام کی پر اثر اور پر محبت تعلیم سے ہی انسان اپنے خدا اور مالک تک پہنچ سکتا ہے۔ بدیں وجہ میرے دماغ اور دل نے خدا تعالےٰ کی خاص مہربانی سے اسلام کی صداقت پر یقین کر لیا ہے۔ اس لئے میں آج سے اپنے دماغ۔ اپنے دل۔ اور اپنے ہاتھوں کو خدا تعالےٰ کی خدمت کے لئے۔ خدا تعالےٰ کے سچے دین اسلام کی خدمت کے لئے اور اس کے پاک نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ آج میں اپنا اسلامی نام "ادریس" اختیار کرتا ہوں۔ اور حضور سے منظوری کی درخواست کرتا ہوں۔ والسلام

دستخط Valentini Mario

(ناظم تبلیغ بیرون ہند شعبہ تحریک جدید)

دارالامان کی خبریں

(۱) ۱۳ر ستمبر۔ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۲) ۱۲ر ستمبر۔ سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو درد سر کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۳) **درخواست دعاء۔** چودھری محمد رفیق صاحب بہڑ تانوالہ ضلع سیالکوٹ سے اپنی صحت اور دینی و دنیاوی ترقی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۴) جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان کو وی پی ارسال کئے گئے ہیں۔ براہ کرم وصول فرما کر مشکوری کا موقع بخشیں۔ اور جن کے وی۔ پی بلا وجہ معقول واپس آجائیں گے۔ ان کے نام سے اخبار بند کر دیا جائیگا۔

(۵) ۷ر ستمبر کو ساڑھے تین بجے کی ٹرین سے مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل مبلغ معہ اہلیہ عازم فلسطین ہوئے۔ بہت سے احباب اپنے بھائی کو الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر جمع تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور مجمع سمیت دعا فرمائی۔

سلسلہ کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا یوم التبلیغ

ناظر صاحب دعوت وتبلیغ کی طرف سے احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے یوم التبلیغ کے لئے ۱۶ر اکتوبر ۳۸ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اس روز ہر بالغ احمدی مرد و عورت کا فرض ہے کہ سارا دن ان لوگوں کو جو ابھی تک احمدیت میں داخل نہیں ہوئے۔ نرمی اور محبت سے پیغام حق پہنچائے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ امر خاص طور پر ملحوظ رہے کہ پیغام حق پہنچانے والے احباب نہایت مستحسن طریق سے صداقت کا اظہار کریں۔ اور حقانیت کے اس نور کو جو خدا تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نازل فرمایا ہے۔ اپنے حلقہء واقفیت میں ان لوگوں تک پہنچائیں۔ جو ابھی تک اس نور سے محروم ہیں۔ اس موقعہ پر انفرادی تبلیغ کے علاوہ ٹریکٹ۔ اشتہارات اور سلسلہ کی کتب کی تقسیم کے ذریعہ بھی پیغام حق پہنچایا جا سکتا ہے۔ پس ۱۶ر اکتوبر ۳۸ء کا دن نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ تبلیغ احمدیت میں صرف کیا جائے۔ یہ امر یاد رہے۔ کہ یہ یوم التبلیغ غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے نہیں۔ بلکہ غیر احمدیوں میں تبلیغ کے لئے ہے۔

امید ہے۔ کہ احباب ابھی سے یوم التبلیغ کے متعلق تیاری شروع کر دیں گے۔ اور کوشش کریں گے۔ کہ مقررہ تاریخ کو پورے اہتمام کے ساتھ یوم التبلیغ منایا جائے۔ ۱۶ر اکتوبر کو اتوار ہے۔ اور چونکہ اس دن سرکاری دفاتر میں بھی تعطیل ہوگی۔ اسلئے ملازم اور غیر ملازم تمام اصحاب پوری تندہی کے ساتھ اس فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

قابل توجہ موصیاں حصہ آمد بقایادار

آپ نے وصیت لکھتے وقت تحریری وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ ماہوار آمدنی کا حصہ وصیت ماہ بماہ تا زیست ادا کرتے رہیں گے۔ جن دوستوں کے ذمہ ایک ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا حصہ آمد وصیت کا ہے۔ وہ اپنے وعدہ کو یاد کر کے فوراً اپنا اپنا بقایا ادا کر کے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ)

اعلان متعلق سندات امتحان

ناظر صاحب تعلیم وتربیت اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اس سے قبل اعلان کیا گیا تھا۔ کہ ۱۹۳۷ء کے امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس شدہ امیدواران اپنے مکمل پتہ معہ ولدیت وغیرہ سے دفتر تعلیم وتربیت کو مطلع فرما دیں۔ تاکہ سندات جاری کی جا سکیں۔ اس اعلان کی بناء پر جن احباب نے پتے بھیجے تھے۔ ان کو سندات بھجوا دی گئی تھیں۔ بعض احباب ابھی باقی ہیں۔ وہ جلد تر اپنے پتے معہ نام ولدیت و وطن بھجوا دیں۔ تاکہ سندات جلد جاری کی جا سکیں۔ اور جن احباب نے امسال ۳۸ء میں امتحان دینا ہو۔ وہ اپنی درخواست برائے امتحان بھی مکمل پتہ معہ ولدیت و وطن وغیرہ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

احمدی نوجوانوں کے لئے فوری بھرتی کا نادر موقعہ

احمدی جماعتوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۸ء کو کمانڈنگ آفیسر صاحب 1/15 پنجاب رجمنٹ قادیان آرہے ہیں بھرتی شام کے چار بجے ہوگی۔ تمام بھرتی ہونے والے جوان ۳۰ر ستمبر کی صبح کو پہنچ جائیں۔ شرائط بھرتی یہ ہیں:- (۱) عمر ۱۸ سال سے ۲۲ سال تک (۲) چھاتی ۳۳ انچ سے ۳۵ انچ تک۔ یعنی پھلا کر ۳۵ انچ ہو جائے۔ (۳) وزن ایک من اٹھارہ سیر کے قریب (۴) نظر درست اور عام صحت اچھی ہو۔ (۵) قد پانچ فٹ ۷۔ انچ کے قریب۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے ترقی کا خاص موقعہ ہے۔ بھرتی ہونے میں قومی اور ملکی خدمت کے علاوہ آپ کا ذاتی مفاد بھی ہے۔ ضلع گورداسپور کی جماعتیں خاص توجہ کریں۔

(خاکسار مرزا شریف احمد)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نہایت ضروری اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظر صاحب تالیف وتصنیف جملہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ وامراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعتہائے احمدیہ کو مندرجہ ذیل اعلان کے ذریعہ خاص توجہ دلاتے ہیں۔ کہ روایات صحابہ کے متعلق کئی بار اعلانات کئے جا چکے ہیں۔ کہ صحابہ کرام جلد از جلد وہ روایات قلم بند فرما کر نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔ جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ مگر ابھی تک بہت کم روایات موصول ہوئی ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ نہ معلوم کب داعیٔ اجل کو لبیک کہنا پڑے۔ اور یہ ایک امانت ہے۔ جو تردوا الامانات الی اھلھا کے مطابق آپ کو جلد از جلد جماعت کے سپرد کر دینی چاہیئے۔

اس بارہ میں چند ضروری امور درج کئے جاتے ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر اصحاب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ ان پر عمل پیرا ہو کر نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(۱) تمام صحابہ کرام جنہوں نے ابھی تک اپنی روایات ارسال نہیں کیں۔ بلکہ لکھ رہے ہیں۔ یا لکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ فی الفور اپنا نام۔ والد کا نام۔ پتہ سابق وحال۔ سنہ بیعت۔ سنہ زیارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(۲) اگر کوئی صحابی ان پڑھ ہو۔ یا بڑھاپے یا کسی اور معذوری کی وجہ سے نہ لکھ سکتا ہو۔ تو جماعت کے کارکن اصحاب (جن میں مجالس خدام الاحمدیہ کے ممبر بھی شامل ہیں) کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے صحابہ کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر روایات قلم بند کر کے ارسال فرمائیں۔

(۳) جو صحابہ کرام روایات ارسال فرما چکے ہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وہ چھوٹی چھوٹی نوٹ بکیں یا خالی کاغذ اور پنسل ہر وقت اپنی جیبوں میں رکھیں۔ تا جب بھی کوئی نئی روایت یاد آجائے۔ فوراً نوٹ کر لیں۔ کیونکہ کئی ایسی روایات ہوتی ہیں۔ جو بوقت تحریر تو ذہن میں محفوظ نہیں ہوتیں۔ لیکن بعد میں کسی وقت یاد آجاتی ہیں۔

(۴) پہلے اعلانات کا عنوان غلطی سے "حالات صحابہ" لکھا گیا ہے۔ حالانکہ مراد ان سے بھی "روایات صحابہ" ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اپنے حالات کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو آئندہ نسلوں کے لئے ایمان افزا ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا ان کو بھی ضرور درج کیا جائے۔

(۵) اگر کوئی صحابی کسی ایسی جگہ ہو۔ جس کا آپ کو علم تو ہو۔ مگر آپ ملازمت یا کسی کاروباری معذوری کی وجہ سے اس تک نہ پہنچ سکتے ہوں۔ تو اس کے بھی مفصل پتہ سے نظارت ہذا کو آگاہ فرماویں۔ تا نظارت خود کوئی انتظام کر سکے۔

(۶) امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں دوبارہ گذارش کی جاتی ہے۔ کہ صرف صحابہ کرام کی خدمت میں عرض کر دینا کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ جب تک آپ لوگ یہ کام کرا کر ارسال نہیں کریں گے آپ اپنے فرض منصبی سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم کام ہے۔ جس میں ذرا سی سستی یا غفلت آئندہ نسلوں کو بعض نہایت ہی بیش قیمت روحانی اور علمی خزائن سے محروم کر سکتی ہے۔

مرکزی فنڈ خرچ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں

اس سے پیشتر متعدد بار نظارت بیت المال کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے۔ کہ مرکزی چندوں کا روپیہ اپنے طور پر روکنے یا خرچ کرنے کا کسی جماعت یا فرد جماعت کو اختیار نہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ باوجود اسکے پھر بھی بعض دوست مرکزی روپیہ کو دوسرے مصارف میں لے آتے ہیں۔ اسلئے پھر اس بے قاعدگی کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ "کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنا بلا منظوری کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کام کر کے بعد میں منظوری لینا نہ صرف خلاف قانون ہے۔ بلکہ خلاف عقل بھی ہے۔ کیونکہ اس طرح نظام بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی اجازت کسی جماعت کو دی جائے۔ تو یقیناً یہ مرض دوسری جماعتوں میں پھیل جائیگا۔ اور مرکزی کاموں کو سخت حرج پہنچیگا۔ پس اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے کہ کسی جماعت کو مرکزی فنڈ خرچ کرنے کی خواہ امید منظوری کیوں نہ ہو۔ اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی انجمن ایسا کرے گی۔ تو اسکے عہدہ داروں کو الگ کیا جائے گا۔ اور اس انجمن کو جب تک وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہ کرے۔ تسلیم نہ کیا جائیگا"

(ناظر بیت المال)

نظارت بیت المال کی طرف سے احباب جماعت کی خدمت میں چند سوالات

کیا آپ نے:۔

الف۔ اپنا کوئی روپیہ جو خاص اغراض مثلاً تعمیر مکان یا بیاہ شادی یا تعلیم بچگان کے لئے جمع کیا ہو۔ بطور امانت ذاتی خزانہ صدر انجمن میں داخل کرا دیا ہے؟

(ب) کیا آپ نے چندہ عام۔ یا حصہ آمد میں اضافہ کیا ہے؟

(ج) کیا آپ نے (اگر آپ موصی ہیں) اپنی زندگی میں حصہ جائیداد ادا کرنے کی کوشش کی ہے؟

(د) کیا آپ نے ریزرو فنڈ کے لئے کوشش کی ہے؟

اگر ان میں سے کسی سوال کا جواب نفی میں ہو۔ تو اب اس کے متعلق کوشش کی جائے۔

ملازمت پر بحالی

بابو فتح محمد صاحب شرما کراچی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے فضل سے مقدمہ میں باعزت بری ہونے کے بعد اب ملازمت پر بھی بحال ہو گئے ہیں۔

ضرورت

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لئے ایک استاد کی ضرورت ہے۔ جو زراعت کے مضمون کی تعلیم دے سکے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مقامی جماعت کی تصدیق کے ساتھ جلد تر ارسال فرمائیں۔ (ناظر تعلیم وتربیت)

جماعت احمدیہ لیگوس کی کامیابی کے لئے درخواست دعا

جماعت احمدیہ لیگوس وافریقہ کا ایک اہم مقدمہ مخالفین کے ساتھ سرکاری عدالت میں چل رہا ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس میں جماعت کو

چیدہ خبریں

—— ۳؍ ستمبر کو لائل پور میں زمیندارہ کانفرنس نہایت کامیابی سے بصدارت سر سکندر حیات خاں منعقد ہوئی۔ پنجاب کے مختلف اضلاع سے بکثرت زمیندار آئے ہوئے تھے۔ ایک لاکھ سے اوپر حاضری کا اندازہ ہے لائل پور میں سر سکندر حیات خاں اور دیگر وزراء کا نہایت شاندار اور پُرتپاک خیر مقدم ہوا۔ اور مقامی اداروں کی طرف سے متعدد سپاسنامے پیش کئے گئے۔

—— کانفرنس میں نہایت مفید اور مؤثر تقریریں ہوئیں۔ سر سکندر حیات خاں کا خطبہ صدارت نہایت مدلل تھا۔ اور اس میں ان تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا تھا۔ جو مخالفین کی طرف سے زمیندارہ قوانین اور موجودہ وزارت پر کئے جاتے ہیں۔ سر چھوٹو رام کی تقریر بھی بہت پُرجوش اور معقول تھی۔

—— بنیوں اور کانگرسیوں نے انہی ایام میں لائل پور کے مقام پر ہی ایک نمائشی اجتماع "کسان کانفرنس" کے نام سے منعقد کیا تھا۔ جس میں دوسرے صوبوں سے کانگرسی لیڈر بلوائے گئے تھے۔ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بے رونق اور ناکام رہا۔ اس اجتماع کے اخراجات ہندو آڑھتیوں اور بنیوں نے برداشت کئے۔

—— پنجاب یونینسٹ پارٹی اپنے پروپیگنڈا کے لئے عنقریب اردو میں ایک اعلیٰ درجہ کا روزنامہ جاری کرنے والی ہے۔

—— سری نگر ۵؍ ستمبر۔ ریاست کشمیر میں رعایا پر بدستور ظلم وستم ہو رہا ہے۔ اب عوام بھی پولیس کے مظالم کی وجہ سے مشتعل ہو کر جوابی کارروائیوں پر اتر آئے ہیں۔ آج عوام کے ایک گروہ نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ جس سے پولیس کے تین آدمی مجروح ہوئے۔ حملہ کے بعد حملہ آوروں نے جھیل انچھار کے ایک جزیرے میں پناہ لی۔ ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۶؍ ستمبر۔ مسٹر جناح آج دہلی سے یہاں پہنچے۔ آپ کچھ علیل ہیں۔

—— رنگون ۶؍ ستمبر۔ یہاں فسادات بدستور جاری ہیں۔ برمی ہندوستانیوں پر حملے کر کے انہیں ہلاک کر رہے ہیں۔

—— حیدر آباد دکن ۸؍ ستمبر۔ حیدر آباد سٹیٹ کانگرس کا جو جلسہ منعقد ہونے والا تھا۔ اسے حکام نے